نوائے صوفیہ

ماہنامہ

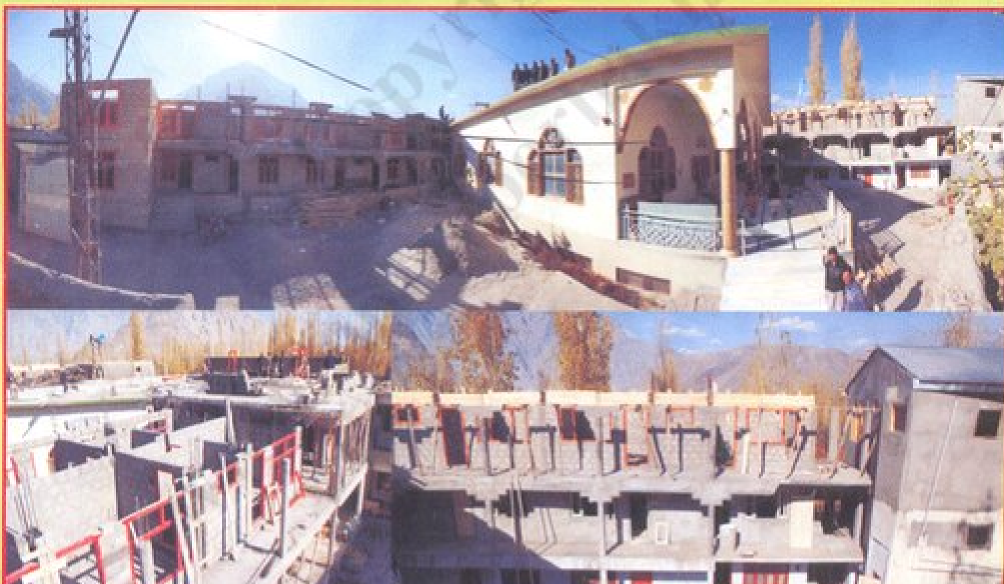
انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 115

قیمت -/45 روپے

مارچ 2013ء



تعمیر و توسیع مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے مناظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

Muhammad\Desktop\NS.bmp not found.

شمارہ : 115	مارچ 2013ء	ہدیہ: 45 روپے

مدیر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری و ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

A-358، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد، پاکستان

ای میل ایڈریس

مضامین، خبریں وخطوط بذریعہ emial بھی بھیج سکتے ہیں

nawaesufia_intl@yahoo.com

http://www.nyfpk.org/Nawa-i-eSufia.php

اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 8-1773-010،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ادارے کا مضمون نگاروں اور نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے احمر گرافک پرنٹرز آئی ایٹ فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

فہرست مضامین

www.sufianoorbakhshia.org Copyright

نعت رسول مقبولؐ

علی احمد قمر

میرا اوجِ بیاں محمدؐ ہیں / میرے وردِ زباں محمدؐ ہیں
چاند تمہارے طواف میں ان کے / جادۂ کہکشاں محمدؐ ہیں
نام لیوا بنا لیا اپنا / کس قدر مہرباں محمدؐ ہیں
رب نے بخشا انہیں شرف ایسا / کون پہنچا جہاں محمدؐ ہیں
یہ زمیں نور ہے محمدؐ کا / عرش پہ ضوفشاں محمدؐ ہیں
سارے نبیوں کے پیشوا ہیں وہ / مرسلِ مرسلاں محمدؐ ہیں

نعت رسول مقبولؐ

ذاکر حسین ذاکر

مبارک مجتبیٰ مشکل کشا صلِ علیٰ آئے / ہمارے دل کی دھڑکن، رحمتِ ارض و سما آئے
وہ جو محروم دستِ شفقت و دیدِ پدر ٹھہرے / یتیموں کے لیے بن کر کرم اور آسرا آئے
نمونہ زندگی کا ہر بشر کو ان سے ملتا ہے / زہے، خیرالبشر، خیرالوریٰ، نورالھدیٰ آئے
بصیرت قلب میں اور روشنی شمس و قمر میں ہو / عطائے نور کو ہیں معنی شمس الضحیٰ آئے
نسیمِ خلد بھی خوشبو میں کچھ جس سے فروتر ہو / میرے مولا کے کوچے سے کبھی ایسی صبا آئے
تری آمد سے کیسی تلخیاں بدلیں حلاوت میں / ہزاروں خون کے پیاسوں کو جان دیتے مزا آئے
وہ اندازِ محبت جس سے صد ممتا بھی شرمائے / محبت بانٹنے امت میں، محبوبِ خدا آئے
مرے آقا ترستی ہے تری امت محبت کو / خدارا کر دعا ان میں تری بوئے وفا آئے
بیاں حسنِ مولا کی کہاں طاقت ہے ذاکرؔ میں / مگر ہاں آیۂ حسنِ ازل میں مصطفیٰ آئے

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

تفکر و تذکر

رحمت للعالمینؐ

اداریہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ.

'اور بے شک ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'

جملہ اہلِ عالم، اہلِ اسلام، اہلِ صوفیہ اور قارئینِ نوائے صوفیہ کو ۹ ربیع الاول عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پر مسرت موقع پر ہدیۂ تبریک پیش ہے۔ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری تمام اہلِ عالم کے لیے رحمت کا باعث ہے کہ آپؐ کے ورودِ مسعود کی برکت سے تمام اہلِ عالم ان تمام آفاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ ہو گئے، جن سے گزشتہ اقوام اپنی نافرمانیوں اور بے اعتدالیوں کے باعث دوچار ہوتی آئی تھیں۔ بحیثیتِ مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی خاطر جملہ کائنات کو تخلیق فرمایا۔ احد اور احمد کے درمیان ایک میم کا فرق ہے اور اسی میم میں دونوں عالم غرق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تخلیقِ انس و جن کا مقصد اپنی بندگی کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.

'اور بے شک میں نے جن اور انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔'

صوفیہ لیعبدون کو لیعرفون سے بھی تعبیر فرماتے ہیں۔ یعنی کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا الخ کے حسبِ حال اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اپنی شانِ خداوندی کے ظہور کی خاطر تخلیق فرمایا ہے۔ مرزا غالب اسی حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں:

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خودبیں

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو جن مراحل میں پیدا فرمایا ہے وہ ظہورِ تجلیات کے وہ مراتب ہیں جنہیں اہلِ تصوف تنزلاتِ سبعہ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ انہی تنزلات کے نتیجے میں لاہوت، جبروت، ملکوت، ملک اور ناسوت جیسے عوالم ظہور میں آئے۔ عالمِ ناسوت میں ایک ارتقاء کی روح جاری و ساری ہے جس کے باعث جمادات سے نباتات، نباتات سے حیوانات کے عوالم پیدا ہوئے اور آخرکار اشرف المخلوقات انسان کا ظہور ہوا، جسے اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ 'بے شک ہم نے انسان کو بہترین خلقت پر پیدا فرمایا' اور وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ 'اور اس (انسان) میں میں نے اپنی روح پھونکی۔' فرما کر تخلیق کا شاہکار قرار دیا ہے۔ نیز وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ 'اور ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔' کی سند دے کر جملہ موجودات میں امتیاز عطا فرمایا۔

لیکن تمام انسان اس شرف و عزت کے سزاوار نہیں کیونکہ انسانوں ہی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اور اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ 'یہ لوگ جانوروں جیسے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں' جیسے اعلانات کا بھی حق دار ٹھہرایا ہے۔ پس وہ اشرف المخلوقات انسان جو مسجودِ ملائک بننے کا اہل ٹھہرایا گیا ہے دراصل وہ

انسانِ کامل ہے جو خلیفۃ اللہ فی الارض کے مقام و مرتبہ پر فائز ہے۔ ظہورِ آدمؑ سے لے کر قیامِ قیامت تک جتنے کاملین آئے ہیں یا آنے والے ہیں اُن سب کے سردار و تاجدار حضور ختمی المرتبت رسالت مآب، نبی امی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔

آپ کا سب سے خصوصی وصف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت اللعالمین کا لقب عطا فرما کر رہتی دنیا تک کے لیے رحمت، محبت، امن، مساوات، اخوت، رواداری، برداشت اور خیر خواہی کی بے مثال اور لازوال علامت بنایا ہے۔ اسلام کے بعض فرقے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور یا بشر ہونے کی غیر ضروری بحث میں پڑے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں نقطہ ہائے نظر درست ہیں۔ آپؐ بشر بھی ہیں جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا ہے اور آپ نور بھی ہیں اور یہ حقیقت بھی قرآن مجید ہی سے ثابت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر یقیناً ہیں لیکن (نعوذ باللہ من ذالک) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری اور آپ کی طرح عام انسان نہیں ہیں۔ ایسا سمجھنا یا کہنا آپ کے مقام و مرتبے کی صریح توہین ہوگی۔ چنانچہ اہلِ صوفیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر البشر کہہ کر پکارتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت اللعالمین ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دینِ اسلام رحمت، محبت اور امن کا دین قرار پاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، لیکن افسوس فی زمانہ بعض مسلمانوں کی ناسمجھی کے باعث دشمنانِ اسلام اِس دینِ رحمت کو انتہا پسندی اور دہشت گردی سے منسوب کرنے کے اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے صوفیہ کی تعلیمات اور فرامین کو عام کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ تصوف سمیت دینِ اسلام کی جو بھی تشریح ہے اور جس پر اب تک لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد لاکھوں میں ہوگی، اس سب علمی خزانے کا ماخذ ایک انسان اور ایک کتاب ہے۔ وہ عظیم انسان جس کی عظمت کو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے حضور نبی کریمؐ ہیں اور وہ عظیم کتاب قرآن مجید، فرقانِ حمید ہے۔ کتاب و سنت ہی تمام علوم و معارفِ اسلامی کا اصل ماخذ اور خزانہ ہیں اور یہی وہ دو قوتیں ہیں کہ جن کے بل بوتے پر قوموں کے انفرادی عروج و زوال کے باوجود دینِ اسلام ایک عظیم محرک قوت کی صورت میں ہمیشہ اپنے آپ کو منواتی رہی ہے اور تا قیام قیامت منواتی رہے گی۔ ثبوت کے طور پر چنگیز خان اور ہلاکو خان کی اسلامی سلطنت پر یلغار کے جاں گداز تاریخی واقعے کو لیجیے۔ ان حملہ آوروں نے دارالخلافہ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ لیکن دینِ اسلام کی قوت کا اندازہ اس حقیقت سے کیجیے کہ انہی حملہ آوروں کی اولاد مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اگر اہلِ اسلام اپنے آپس کے اختلافات اور مناقشوں سے باہر نکل آئیں اور اپنے قول و فعل سے دینِ اسلام کی حقیقی تصویر اہلِ عالم کے سامنے پیش کریں تو عین ممکن ہے کہ اہلِ مغرب کی اکثریت حلقہ بگوشِ اسلام ہو سکتی ہے، کیونکہ ان معاشروں میں روحانیت کی پیاس ہے اور حقیقت کی تلاش ہے۔ اس سلسلے میں مذہبِ صوفیہ کی تعلیمات خصوصی طور پر مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ مذہبِ صوفیہ کے علما اور دانشوروں کو اپنی سوچ کو ایک عالمگیر وسعت دیتے ہوئے اہلِ عالم کی رہنمائی کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمت اللعالمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہونے اور اس کو تمام اہلِ عالم کی رہنمائی کا وسیلہ بنانے کی غرض سے سعی و کاوش کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الکتاب

قرآن مجید اور دنیا کی زندگی کی حقیقت

حاجی غلام حسین سرمیکی

حقیقت یہ ہے کہ یہ (قرآن) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کیلئے ایک نصیحت نامہ ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ (الزخرف آیت ۴۵) اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمائے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔ (الفرقان آیت ۳۱) ہم جلد تمہیں اپنی نشانیاں آفاق اور خود تمہاری جانوں میں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ تم پر ظاہر ہو جائے گا، کہ یہ قرآن حق ہے۔ (حم السجدہ) مزید یہ کہ اپنے گھروں میں اس کی آیات سنا اور سنایا کرو۔ (الاحزاب) حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن روشن نور مضبوط رسی عظیم فضیلت اور بلند مرتبت ہے۔ اس کے نور کے طالب کو اللہ منور کر دیتا ہے اس پر بھروسہ کرنے والے کی عمر کا اللہ محافظ ہے اس سے متوسل ہونے والا اللہ کی نجات میں ہے۔ اس سے شفا چاہنے والے کو اللہ شفا دیتا ہے۔ اسے ہر چیز پر مقدم رکھنے والا خدا کی ہدایت میں ہے اور اس سے جدا نہ ہونے والا خدا کی رفعت و بزرگی میں ہے ۔ اس کی تلاوت گناہوں کا کفارہ، جہنم کی ڈھال اور عذاب سے امان نامہ ہے۔ قاریٔ قرآن پر نزول رحمت ہوتا ہے فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جنت میں اس کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں رہتی دنیا تک انسانیت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ یہ ہدایت و راہنمائی کا ابدی سرچشمہ اور ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اور ایمان کا کمال قرآن سے ہے جس نے اس کو چھوڑا سیدھا جہنم میں جائے گا۔ اور پیروی اختیار کرو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی کہے کہ کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔ (الزمر آیات 55,57)

بقول قرآن مجید: میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں میرا اجر تو رب العلمین کے ذمے ہے اور کہہ دو کہ میری نماز میری قربانی میرا جینا رب العلمین کے لئے ہے۔ لہٰذا اے ایمان والوں ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس قرآن پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا تاکہ ہم اس کی آیات پر غور کریں اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر، ظالم، منافق اور فاسق ہیں۔

(المائدہ 44,45,47)

قرآن کی تعلیمات کو چھپانے والوں پر ہر طرف سے لعنت برستی ہے۔ جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں حالانکہ ہم انہیں سب انسانوں کی راہنمائی کیلئے اپنی کتاب (قرآن) میں بیان کر چکے ہیں۔ یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے اسے بیان کرنے لگیں ان کو میں معاف کردوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اور انکار کی حالت ہی میں جان دی ان پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (البقرہ آیات ۱۶۰ تا ۱۶۳) کیا ہمارا شمار قرآن چھوڑنے والوں، اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دشمنوں میں ہوگا؟ اور جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے۔ اس دن سچی بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہوگا۔ اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا (اور) کہے گا اے کاش میں نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھ کو

(کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہیں گے کہ اے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا اور اسی طرح ہم نے گنہگاروں میں سے ہر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دشمن بنادیا ہے اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ (سورۃ الفرقان آیات: ۲۵ تا ۳۱)

جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کے روز اللہ سے قرآن چھوڑنے کی شکایت کریں گے۔ قرآن کو چھوڑ دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ اس کو نہ ماننا اور اس پر ایمان نہ لانا بھی چھوڑ دینا ہے۔ اس میں غور نہ کرنا اور سوچ سمجھ کر نہ پڑھنا بھی چھوڑ دینا ہے۔ اس کے اوامر کا بجانہ لانا اور منہیات سے اجتناب نہ کرنا بھی چھوڑ دینا ہی ہے۔ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب کی جگہ دوسرے مصنفین کی لکھی ہوئی کتابوں کو فوقیت دے رہے ہوں یا ناولوں، دیوانوں، لغو باتوں، کھیل تماشوں اور راگ رنگ میں مصروف ہو جائیں اور اپنا وقت ان میں صرف کریں اور بجائے قرآن کو سمجھنے کے ان پر زیادہ توجہ دیں، سمجھنے اور غور وفکر کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آجکل مسلمان قرآن کی طرف سے نہایت غافل ہو رہے ہیں اس کے پڑھنے، سوچنے، سمجھنے اور ہدایات سے مستفیض ہونے کی طرف توجہ نہیں کرتے اور یہ ظلم کلام قرآن پاک ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور کہہ دیا ہے کہ "وہی ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے"۔

اور بے شک آؤ گے تم اللہ کے پاس اکیلا کیلئے جیسا کہ پیدا کیا اللہ نے تم سب کو پہلی بار۔ تم میں سے ہر ایک نے ضرور مرنا ہے۔ اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کریں کہ تم میں سے کون حسن عمل والا ہے۔ (القرآن) حضرت علیؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ میں تمہیں اس دنیا کی حالت کیا بیان کروں جس کی ابتدا رنج اور انتہا فنا ہو جانا ہے۔ جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا ہو۔ یہاں کوئی غنی (مالدار) ہو تو فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو صدمات اور پریشانیوں سے دوچار ہے۔ جو دنیا کی سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے۔ اور جو صرف دنیا پر نظر رکھتا ہے۔ تو وہ اسے نابینا بنا دیتی ہے۔ بقول شاعر

عدم سے دنیا میں ننگے بدن آیا ہے انسان تو
کیا کیا نہ جتن کیے تو نے اک کفن کے لئے

اے انسان تو سمجھتا ہے کہ تو ہمیشہ زندہ رہے گا لیکن نہیں بلکہ دنیا جلد ہی تمہارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دے گا۔ والدین بہت روئیں گے بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ احباب عزیز واقارب تمہیں خوب یاد کر کے ہمیشہ کے لئے بھول جائیں گے۔ بیوی بچے کچھ عرصہ سوگوار رہیں گے مگر چند روز کے بعد حالات کی تبدیلیاں اسے تازہ مشاغل میں الجھا دیں گی۔ بچے بہت یاد کریں گے مگر آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے تمہارا نقش محو ہو جائے گا۔ طوفان باد وباران بدستور تمہاری قبر کی بلندی کو ہموار کر کے تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ چند سال بعد ایک بھولے ہوئے خواب کی مانند ہو جاؤ گے۔ نصف صدی گزر جانے پر اس بات کا باور کرنا مشکل ہوگا۔ کہ کبھی تم دنیا میں آئے بھی تھے۔ اس لئے دنیا کی فکر چھوڑ اور آخرت کی تیاری کر جہاں ابدی زندگی تیرا انتظار کر رہی ہے۔ ہم عارضی دنیاوی گھر بنانے کے لئے جہاں لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں وہاں اخروی زندگی کے لئے ابدی گھر کے بندوبست سے متعلق بھی سوچا جائے۔ خود کو تکلیف دینے، دکھ برداشت کرنے اور دوسروں میں خوشیاں بانٹنے والا ہی معاشرے میں اچھا انسان ہوتا ہے۔ تاریخ ان لوگوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی انسانیت کی بھلائی اور اللہ کی خوشنودی کے لئے وقف کر دی اور اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کیا۔ نیکی پھیلانا اور بدی سے روکنے کا کام اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ کوئی اپنی ذاتی دلچسپی کے معاملہ میں اپنے آپ کو اور اپنے اثاثہ کو استعمال کرنا ضروری سمجھتا ہے یاد رکھے کہ اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور مال خریدا ہوا ہے جس کے بدلے میں جنت ملے گی۔ بقول

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر

اھل بیت

امام الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالبؑ

قسط دوئم **غلام حسن نوربخش**

(پہلی قسط امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام کی مختصر تعارف کے علاوہ کلمۃ الثنا کے حوالے سے موجود احادیث، روایات اور علماء و مشاہیر کے حضرت علیؑ سے متعلق کلام پر مشتمل تھی۔)

مختصر حالات زندگی:

امام الاولیا حضرت علی علیہ السلام ۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام الفیل ۶۰۰ء کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو طالب اور رسول اللہؐ سے تعلیم پائی۔ ابھی آپ ۶ سال کے تھے کہ رسول اللہؐ نے آپ کو اپنی کفالت میں لیا اس طرح آپ کا بچپن حضرت خدیجہؑ اور رسول اللہؐ کے ہاں گزرا۔ جب ۴۰ عام الفیل میں رسول اللہ نے اعلان نبوت فرمایا تو فوراً ایمان لے آئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۰ سال تھی۔ تین سال کی خفیہ اور خاموش تبلیغ کے بعد جب رسول اللہ کو دعوت عام کا حکم ہوا اور رسول اللہؐ نے سب سے پہلے اپنے خاندان قریش کو دعوت پر بلا کر انہیں دعوت عام دی۔ اس موقع پر صرف آپ نے آنحضرت کی دعوت پر لبیک کہا اور مستقبل میں ساتھ دینے کا عہد کیا جسے آپ نے پورا کر کے دکھایا۔

۱۳ نبوی میں رسول اللہ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اس موقع پر آپ کو اپنے بستر پر سلایا اور کفار کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکل گئے۔ اگلے دنوں میں آپ نے رسول اللہ کے پاس موجود امانتوں کی واپسی کے بعد خود بھی مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ پہلی ہجری میں انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کی گئی۔ اس موقع پر رسول اللہؐ نے آپ کو اپنا بھائی بنایا دوسری ہجری میں دختر رسول حضرت فاطمہ الزہراؑ سے آپ کی شادی ہوئی۔ مدینہ منورہ میں بھی آپ رسول اللہؐ کے ساتھ ہی رہے۔ مسجد نبوی کے ساتھ جو حجرے بنائے گئے تھے۔ آپ اپنے اہل عیال سمیت وہیں رہتے تھے۔ اپنے لئے گھر نہیں بنایا۔ ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر تیسرے سال جنگ احد، پانچویں سال جنگ خندق، چھٹے سال جنگ خیبر، آٹھویں سال جنگ حنین میں خود شریک ہوئے۔ ان میں مردانگی و شجاعت کے جوہر دکھائے۔ اس کے علاوہ بہت سی جنگوں میں جہاد و قتال فرمایا۔ ۳ھ میں حضرت امام حسنؑ اور ۴ھ میں حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے۔

مدنی زندگی میں آپ محنت مزدوری کر کے رزق حلال کماتے خود کھاتے اور اہل و عیال کو کھلاتے اور فقراء و مساکین کی کفالت فرماتے تھے۔ عبادت و ریاضت اور صدقہ و خیرات آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ آپ اسلامی مملکت کے سربراہ کی حیثیت سے دین اسلام کی بقا و استحکام کے لئے دن رات کام کرتے رہے۔ اس دوران جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان جیسے واقعات پیش آئے۔ آپ جمعہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو مسلمانان عالم کے حاکم ہوئے۔ تقریباً ساڑھے چار سال زمانہ حکومت گزارنے کے بعد ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم کوفی ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

خارجی وہ لوگ تھے جو جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان خلافت کے تنازعہ کو حل کرنے کے لئے جو حکمیں مقرر ہوئے اور اس موقع پر جو کچھ ہوا اس کے بارے میں سخت مغالطے کا شکار ہو کر حضرت علیؑ اور معاویہ دونوں کے خلاف ہو گئے تھے اور دونوں کو کافر کہتے تھے۔ یہ لوگ صائم الدہر، قائم اللیل ہونے کے باوجود مذہبی معاملات میں بہت تشدد کے قائل بلکہ دہشت گرد تھے۔ موجودہ وقت میں خارجی ایسے شخص کو عرفاً کہا جاتا ہے جو دشمن اہل بیت نبوی ہو۔

زندگی کے اہم واقعات:

حضرت علی ۱۳ المرجب ۳۰ عام الفیل کو خانہ کعبہ میں پیدا

ہوئے اور آپ کا نام نامی علی رکھا گیا۔

۱۔ ۳۸ عام الفیل میں مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا کیونکہ آپ کے والد ابو طالب کثیر العیال تھے۔اس لئے آنحضرتؐ اور حضرت عباسؓ نے باہمی مشورے سے ایک ایک بچہ اپنی کفالت میں لینے کا فیصلہ کیا۔اس کے تحت حضرت عقیلؓ حضرت عباسؓ کے ہاں اور حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے ہاں رہنے لگے۔ یوں آنحضرت سے آپ تعلیم و تربیت پاتے رہے اس وقت آپ کی عمر ۶ سال تھی۔

۲۔۴۰ عام الفیل میں آپ نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے کیونکہ آپ بچپن میں بھی کسی بت کی پرستش سے دور رہے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ بتوں کو سجدے سے دور رکھ کر اللہ نے آپ پر کرم فرمایا۔

۳۔نبوی میں آپ کی جانب کھل کر تبلیغ کا حکم آیا تو رسول اللہؐ نے تمام قریش کو بلا کر انہیں دعوت اسلام دی اور ساتھ ہی اپنا ساتھ دینے کی درخواست کی جسے صرف حضرت علی علیہ السلام نے کھل کر قبول کیا اس وقت آپ کی عمر 13 سال تھی۔ا

۴۔ 7 نبوی میں آپ بھی رسول اللہؐ اور دوسرے خاندان بنی ھاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہوئے اور مسلسل 3 سال وہیں رہے اور تنگی برداشت کی 10 نبوی میں رہائی ملی۔

۵۔ 10 نبوی میں آپ کے والد حضرت ابو طالب کا انتقال ہوا اس طرح سایہ پدری سے محروم ہوئے۔

۶۔ 14 نبوی میں رسول اللہؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اس وقت آپ کے پاس لوگوں کی بہت سی امانتیں موجود تھیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جگہ سلایا اور یکم ربیع الاول کو باہر نکل گئے اور حضرت ابو بکر کو لے کر عازم مدینہ ہوئے۔اس وقت آپ کی عمر 24 سال تھی اسی سال سے ہجری شروع ہوتی ہے۔۲

1ھ میں ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنایا گیا جو تاریخ اسلام میں عہد مواخات کے نام سے مشہور ہے۔اسی موقع پر رسول اللہؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا حالانکہ دونوں مہاجر تھے۔۳

2 ہجری 15 رجب کو حضرت فاطمہؑ سے آپ کی شادی ہوئی اور 19 ذوالحجہ کو رخصتی ہوئی۔اسی سال ماہ رمضان میں جنگ بدر ہوئی جس میں آپ نے بھی شرکت کی۔

3 ہجری کے سال میں جنگ احد ہوئی جس میں آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس سال 15 رمضان المبارک کو آپ کے بڑے بیٹا حضرت امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے۔

4 ہجری میں آپ کی والدہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد نے وفات پائی۔ جنہوں نے 1ھ میں اسلام قبول کیا تھا۔اسی سال 3 شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔

5 ہجری میں غزوۂ بنی مصطلق ہوا جس میں بھی آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسی سال جنگ احزاب یا خندق کا واقعہ پیش آیا۔اس جنگ میں آپ نے عرب پہلوان عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور اسلام کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

7 ہجری میں جنگ خیبر ہوئی۔ آپ کے ہاتھوں یہودی سردار مرحب کے قتل ہونے کے بعد مکمل فتح ہوئی اور مسلمانوں کو بے حساب مال غنیمت ملا۔

8 ہجری کے دس رمضان کو مکہ فتح ہوا۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہؐ کے حکم سے حضرت علیؓ نے خانہ کعبہ میں رکھے گئے تمام بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ اس سال 8 شوال کو جنگ حنین ہوئی جس میں بھی آپ نے داد شجاعت دی۔اسی سال آپ کو تبلیغ کے لئے یمن بھیجا گیا چنانچہ ہمدان کے قبیلہ نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

9 ہجری میں جنگ تبوک کے لئے رسول اللہؐ صحابہ کرام کی فوج لے کر شام کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔اس موقع پر ایک حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تھا: انت بمنزلة ھارون من موسیٰ الا لا نبی بعدی۔

اسی سال مباہلہ کا واقعہ پیش آیا اس موقع پر نجران کے عیسائیوں کے مقابلے میں مباہلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کی جانب سے رسول اللہؐ،

حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام نکلے یہ دیکھ کر عیسائیوں نے مرعوب ہو کر صلح کرلی اور جزیہ قبول کیا۔

10ہجری میں رسول اللہؐ نے آپ کو دوبارہ یمن روانہ کیا اور آپ وہیں رہے۔ اسی سال رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا۔ ذوالقعدہ میں اعلان کردیا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام بھی یمن کے وفد کے ساتھ آنحضرتؐ سے آن ملے۔ اسی سال 18 ذوالحجہ کو آپ کے بارے میں رسول اللہؐ نے من کنت مولا الخ فرمایا۔

11ھ میں رسول اللہؐ نے وفات پائی آپ نے تجہیز و تکفین اور تدفین کا انتظام کیا اسی سال آپ کی رفیقہ حیات حضرت فاطمہ علیہا السلام بھی انتقال کر گئیں۔

35ھ میں آپ کے بڑے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت عبداللہ (علی اکبر) پیدا ہوئے۔

36ھ میں دارالخلافہ مدینہ منورہ کو فہ منتقل کیا اور اہل و عیال کے ساتھ مدینہ سے کوفہ منتقل ہوئے۔ اسی سال جنگ جمل کا واقعہ بھی پیش آیا۔

37ھ میں صفین کے مقام پر آپ اور معاویہ کے درمیان جنگ ہوئی یہ جنگ حضرت علی علیہ السلام جیت رہے تھے مگر عمرو بن العاص کے حیلے اور مکر کی وجہ سے ایسی بازی بن گئی جس نے تاریخ اسلام میں خارجی تحریک کو جنم دیا۔

38ء میں آپ کا دوسرا پوتا حضرت امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔

39میں جنگ نہروان ہوئی جس میں آپ خوارج کے مدمقابل ہوئے 9خارجیوں کے سوا باقی سب قتل ہوئے۔

40ھ رمضان کو آپ ابن ملجم کے قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے اور 21رمضان کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ کے زمانے میں اسلام:

جس وقت آپ کی عمر 10/9 سال کی تھی 40 عام الفیل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نبی مقرر ہوئے اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت شروع کی پہلے تین سال خفیہ طور پر یہ تبلیغ و ارشاد شروع ہوا۔ اس دوران چند لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ان میں رسول اللہ کی زوجہ محترم حضرت خدیجہ، آپ، حضرت ابو بکر اور حضرت زید سرفہرست تھے تین سال کی خاموش اور خفیہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے بعد پھر کھل کر اور دعوت عام شروع ہوئی۔ 13 سال تک مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کو سخت مزاحمت، تشدد اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ قریش مکہ کی جس قدر مخالفت بڑھتی اتنا ہی مسلمانوں کو اپنے دین کی نشر و اشاعت میں کامیابی ملتی اسی دوران شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا سخت مرحلہ، سمندر پار، ملک حبشہ کی جانب دوبار ہجرت کی نوبت در پیش ہوئی اور اسی دوران مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے ہاتھوں بے پناہ تشدد کا سامنا ہوا جس کی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں ملتی تاہم مسلمان یہ سب مصائب جھیل گئے۔

نبوت کے تیرھویں سال رسول اللہ کو مدینہ ہجرت کی اجازت ملی۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سے مسلمان خفیہ طور پر مدینہ ہجرت کرنے چلے گئے اور مدینہ منورہ دین اسلام کا مرکز و محور بن گیا۔ اگلے دس سالوں کے دوران مدینہ منورہ میں نہ صرف دین اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی بلکہ وہاں اسلامی ریاست و حکومت کی جڑیں بھی مستحکم ہو چکی تھیں۔ 11ہجری میں رسول اللہ کی وفات کے وقت جزیرۃ العرب پر اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کے سامنے دم مارنے کی کسی میں جرأت نہ تھی آفتاب اسلام اپنی پوری تابناکی کے ساتھ روشن تھا۔

حضرت علی علیہ السلام کا زمانہ معاویہ اور خارجیوں کے ساتھ جنگ میں گزر گیا۔ اسی دوران جنگ جمل، جنگ صفین اور جنگ نہروان ہوئے جن میں دونوں جانب سے بکثرت مسلمان مارے گئے۔ لیکن ان سب کے باوجود مجاہدین اسلام کے ہاتھوں فتوحات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ایران کے کئی شہر اس دوران اسلامی مملکت کا حصہ بن گئے تھے۔

غرض 40ھ میں آپؑ کی شہادت کے وقت دین اسلام ایک عظیم طاقت کا روپ دھار چکا تھا۔ ایران کے کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ روم کے قیصر کی حکومت ابھی باقی تھی تاہم اس کی

سلطنت کے شام سے شمالی افریقہ تک وسیع و عریض علاقے پر قبضہ ہو چکا تھا اور دین اسلام تیزی کے ساتھ پھیل رہا تھا اور اسلامی مملکت کی سرحدیں وسیع ہو گئی تھیں۔

تعلیم وتربیت:

آپؑ کی عہد طفولیت میں مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا۔ حضرت ابو طالب کی اولاد زیادہ تھی اس لئے رسول اللہؐ اور حضرت عباس بن عبد المطلب باہمی مشورے کے بعد ابو طالب کے پاس گئے۔ رسول اللہؐ حضرت علیؑ کو اور حضرت عباسؓ حضرت جعفر طیارؓ کو اپنے ساتھ لے آئے۔ اس طرح آپ ہمیشہ کے لئے رسول اللہؐ کے ہاں منتقل ہو گئے اور آپ نے تعلیم وتربیت پانے لگے۔ تربیت بھی ایسی کہ ہر صنف زندگی میں درجۂ کمال پر فائز ہوئے۔

آپ کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر پر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصی توجہ سے سرفراز فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کا اعلان فرمایا اس وقت آپ کی عمر صرف دس سال تھی۔ آپ فوراً ایمان لے آئے۔ اس طرح تاریخ اسلام میں آپ سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کا سر اور چہرہ اللہ کے سوا کسی بت کے آگے کبھی نہیں جھکا۔ آپ نے بعثت سے قبل وبعد مکہ مکرمہ میں اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدار اور علوم ومعارف کے امین تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو آپ ہی کو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے مکہ مکرمہ چھوڑا اور ساتھ ہی کاشانہ نبوت میں اپنے بستر پر سلا کر آپ گھر سے نکل گئے۔ کفار نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ اس طرح آپ نے بے مثال جان نثاری وفداکاری کا ثبوت دیا۔ جس کی نظیر تاریخ فداکاری میں نہیں ملتی۔ ذیل میں آپ کے چند اوصاف کمال کا ذکر کیا جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں حضرت علیؑ سرفہرست تھا۔ نہج البلاغہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوں صحابہ کرام پر آپ کو سبقت اسلام کا اعزاز حاصل ہے۔

شجاعت وجوانمردی:

آپ تمام اوصاف وکمالات انسانی سے آراستہ اور فضائل روحانی ومعنوی سے پیراستہ تھے۔ شجاعت وجوان مردی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں آپ نے کبھی پیٹھ دکھائی ہو۔ جو آپ کے مقابلے میں آیا وہ زندہ واپس نہیں گیا۔ کفار ومشرکین کے بڑے بڑے بہادر اور سورما آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جنگ بدر کے مقتول مشرکین میں سے نصف آپ کے ہاتھوں اور باقی 312 مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جنگ اُحد، خندق، حنین، خیبر میں آپ نے شجاعت ومردانگی کے وہ جوہر دکھائے کہ لاسیف الا ذوالفقار لافتی الا علی کی ندائے آسمانی بلند ہوئی۔ اُن مشہور غزوات کے علاوہ دوسری جنگوں میں بھی آپؑ نے شجاعت وبہادری کے باب رقم کئے۔ آپ کے زمانے میں صفین، جمل اور نہروان کی جنگیں ہوئیں جن میں آپ نے اُن انتہاپسندوں کے خلاف تلوار اٹھائی۔ آخری لڑائی ان خارجیوں کے خلاف لڑی جو صایم النھار اور قائم اللیل، تہجد گزار اور دینی معاملات میں بے حد متشدد انتہاپسند اور سخت گیر مگر اسلامی مرکز سے علیحدگی کی وجہ سے گمراہ تھے۔ آپ شجاعت وبہادری اور قوت وشہامت میں بے نظیر تھے۔ آپ کے جسم کا کوئی ایسا حصہ موجود نہ تھا جس پر تلوار، تیر، نیزہ اور دوسرے جنگی ہتھیاروں کے زخم کے نشان نہ ہوں۔

سخاوت:

آپؑ بے حد سخی فیاض زندہ دل اور دریا دل تھے۔ آپ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت ابو طالب عیالدار آدمی تھے۔ چنانچہ حضرت عباس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ محض کفالت وہمدردی کی خاطر ابو طالب سے ایک ایک بچے کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ اس طرح حضرت عباسؓ نے جعفر طیارؓ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کو اپنے ساتھ لیا تھا۔ اس قدر تنگدستی کے باوجود آپ مزدوری کرتے جو حاصل ہوتا اسے صدقہ

فرماتے اور خود بھوکے رہتے تھے۔

آپؑ نے اپنی زندگی میں مزدوری کر کے ایک ہزار غلام خریدے اور انہیں اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔ آپ کی سخاوت و بخشش اور فضل وعطا بھی بے مثال تھی۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانا آپ کا وطیرہ وامتیاز اور سب کچھ خدا میں لٹانا آپ کا شعار رہتا۔

آپ کا قول ہے کہ:

وہ شخص اللہ کی نظر سے گرجاتا ہے جس کے گھر کبھی کوئی مہمان نہیں آتا۔ آپؑ مہمان پا کر بہت خوش ہوتے تھے اور اپنی بساط کے مطابق مہمان نوازی کرتے تھے۔ ایک دن حضرت علیؑ اداس اور افسردہ بیٹھے تھے کسی نے ان سے افسردگی اور اداسی کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ پچھلے ہفتے سے میرے پاس کوئی مہمان نہیں آیا ہے۔ ؎

خلق خدا پر شفقت:

ایک دفعہ ایک عورت کو دیکھا جو اپنے کندھوں پر پانی کا مشکیزہ اٹھائے جارہی تھی۔ مشکیزہ اس کو بہت بھاری لگ رہا تھا آپؑ نے مشکیزہ خود اٹھایا اور اسے عورت کے گھر تک پہنچایا۔ اس کے گھر میں بچے اس کے منتظر تھے باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ عورت کا خاوند خارجی تھا اور حضرت علیؑ سے لڑتے ہوئے کسی جنگ میں مارا گیا تھا۔ وہ عورت چھوٹے موٹے کام کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی تھی۔ دوسرے دن آپ کھانے پینے کا سامان لے کر اس کے گھر گئے۔ عورت کو ساری چیزیں دے کر فرمایا کہ تم ان بچوں کے لئے کھانا تیار کرو میں ان بچوں کو بہلاؤں گا۔ چنانچہ عورت کھانا تیار کرنے لگی اور آپ اس کے بچوں کا دل بہلاتے رہے۔ اتنے میں پڑوس کی کوئی عورت آئی جو حضرت علی علیہ السلام کو پہچانتی تھی۔ اس کے ذریعے عورت کو معلوم ہوا کہ یہی امیر المومنین علی ہیں۔ آپ کے اخلاق کریمہ اور دونوں کی خدمت دیکھ کر وہ سخت متاثر ہوئی۔

علم وعرفان:

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ عالم اور سب سے بڑے عارف حق تھے۔ چونکہ آپ نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم وتربیت پائی تھی۔ اپنا بچپن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر سایہ بسر کیا تھا۔ چنانچہ مشکوۃ نبوت سے مستفیض ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت عملی معاملات میں آپؑ ہی سے رجوع کرتی تھی۔ آپؑ نے کوئی ایسا فتویٰ نہیں دیا جو بعد میں غلط ثابت ہوا۔ تاہم دوسرے لوگوں کے فتویٰ کی خامیاں آپؑ ہی درست کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

انا مدینة العلم و علی بابھا.

میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

انا دار الحکمة و علی بابھا.

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

علی بن ابی طالب اعلمه امتی و اقضاهم.

یعنی علی میری امت میں سب سے اعلم ہے۔ اور

فیما اختلفو ا فیه من بعدی.

میرے بعد اختلافات میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

ابو الفدا کا بیان ہے کہ:

حضرت علی اعلم الناس بالقرآن والسنن تھے یعنی تمام لوگوں سے زیادہ انہیں حدیث اور قرآن کا علم تھا تفسیر، قرأت، نحو، الٰہیات میں انؑ سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔ آپؑ کی فصاحت وبلاغت اور علم ومعرفت میں اعلیٰ ترین دستگاہ کی شہادت نہج البلاغہ ہے۔ اسلامی علوم ومعارف کا سرچشمہ آپؑ کی ذات گرامی ہے تفسیر، منطق، صرف نحو، اصول، فقہ، نجوم میں آپ کی امامت مسلمہ ہے علاوہ ازیں آپؑ علم تصوف کے بھی بانی ہیں نجم الحسن کراروی لکھتے ہیں

اسلامی علوم میں علم طریقت وحقیقت اور اصول تصوف بھی ہے اور تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس فن کے جملہ علماء وماہرین اپنے آپ کو حضرتؑ کی طرف ہی منسوب کرتے تھے اور حضرت علیؑ تک اپنے سلسلہ کو منتہی قرار دیتے ہیں۔ اس کی صراحت ان لوگوں نے بھی کی ہے جو فرق صوفیہ کے امام اور پیشوا مانے گئے ہیں۔ جیسے شبلی، جنید،

Copyright www.sultanoorbakhshia.org

سری، ابو یزید بسطامی، معروف کرخی خرقہ صوفی کو علیؑ ہی کا شعار قرار دیتے ہیں۔۵

زہد وتقویٰ:

آپ لوگوں میں سب سے زیادہ زہد وتقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند آپؑ نے اپنی زندگی بنا رکھی تھی اور کبھی بھی سیر ہو کر نہ کھاتے تھے۔ بھوک کی وجہ سے جسم دہرا ہو جاتا تھا۔ پھر بھی تادیب نفس کی خاطر کھانے سے احتراز کرتے۔ مرغن اور لذیذ کھانوں سے آپؑ نے ہمیشہ احتراز کیا۔ نمک اور سرکہ کے ساتھ نان جویں آپ کی مرغوب غذا تھی۔ آپؑ نے دنیا کو تین بار طلاق دے رکھی تھی۔ دنیا کے مکروفریب اور لذائذ وتکلفات سے بیزار رہتے تھے میر سید محمد نوربخشؒ فرماتے ہیں:

طلق الدنیا ثلاثا یا فقیر

انجاما فقد اھوبالا میر ۶

تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ آپؑ خادم قنبر کولیکر بازار گئے۔ ایک دوکان سے خادم کو کپڑے خریدنے کو کہا۔ خادم نے دونوں کے لیے کپڑے پسند کے لیے ایک کپڑا آپؑ کے لیے تھا جو نسبتاً نفیس تھا۔ جبکہ دوسرا کپڑا نسبتاً گھٹیا قسم کا تھا۔ جسے خادم نے اپنے لیے بعد میں خریدا۔ آپؑ نے یہ کہہ کر سستے کپڑے سے اپنے لیے اور مہنگے کپڑے سے خادم کے لئے لباس تیار کروایا کہ میں بوڑھا ہوں اور تم جوان ہو میرے لئے یہ کافی ہے تمہارے لئے یہ زیادہ موزوں ہے۔۷

عبادت:

آپؑ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ آپ کی عبادت خلوص وطمانیت پر مبنی تھی عبادت کے دوران دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ دن رات عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے آپ کی پیشانی پر گھٹے پڑ گئے تھے۔ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ نماز خضوع وخشوع کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ اس قدر حضور قلب سے نماز ادا کرتے کہ گردوپیش کے واقعات کی آپ کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ جنگ صفین کے لیلۃ الحریر کے موقع پر میدان جنگ میں آپؑ نماز پڑھتے رہے۔ حالانکہ خوارج کی جانب سے زبردست تیر باری ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ آپؑ کی پنڈلی میں ایک تیر پیوست ہو گیا تھا جو کسی طرح نکالا نہیں جا سکتا تھا۔ آپؑ کے اصحاب نے مشورے کے بعد یہ طے کیا کہ جب آپ نماز پڑھنے لگیں تو کوئی اسے کھینچ نکالے۔ کیونکہ آپ میں نماز کی انہماک کی وجہ سے درد محسوس نہیں ہوگا۔ چنانچہ جب آپ نماز میں مصروف ہو گئے تو اسے کھینچ کر نکال لیا گیا اور آپؑ کو خبر تک نہیں ہوئی۔۸

آپؑ کی عبادت حقیقی معنوں میں عبادت ہوتی تھی۔ آپ جنت کی خواہش میں عبادت کرتے تھے نہ جہنم کے خوف سے۔ آپ جنت کی خواہش میں عبادت کرنے کو تاجروں کی اور دوزخ کے خوف میں کرنے والی عبادت کو غلاموں کی عبادت قرار دیتے تھے کسی نے پوچھا کہ کیا آپؑ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جسے میں نے نہ دیکھا ہو۔ اس طرح آپؑ کی عبادت خلوص وسکون طمانیت وخشیت سے عبادت ہوتی تھی ایسی عبادت کوئی علیؑ سے سیکھے۔

نماز کی اہمیت علیؑ کی نظر میں:

امام علیؑ میدان صفین میں مسلسل جہاد فرما رہے تھے اور آپ کی نگاہ میں بہ طرف آفتاب تھیں۔ ابن عباس نے کہا: یا علیؑ یہ کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ وقت نماز دیکھ رہا ہوں تا کہ اول زوال نماز ادا کرلوں۔ ابن عباس نے کہا کہ کیا یہ وقت نماز ہے جب کہ گھمسان کا رن پڑ رہا ہے؟ فرمایا ہم کس چیز کے لئے جہاد کر رہے ہیں؟ ہمارا جہاد اسی نماز کے لئے ہے۔۹

علیؑ کا مکارم اخلاق:

آپ یتیم نواز تھے۔ فقیروں میں بیٹھ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ مومنوں میں اپنے کو حقیر اور دشمنوں میں اپنے کو بارعب رکھتے تھے۔ مہمانوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ کار خیر میں سبقت کرتے تھے۔ جنگ میں دوڑ کر شامل ہوتے تھے۔ ہر مستحق کی امداد فرماتے تھے۔ ہر کافر کے قتل پر تکبیر کہتے تھے۔ جنگ کے وقت آنکھیں خون کی

مانند ہوتی تھیں۔ ہر رات 1000 رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔ اپنے عیال واطفال کو امور خانہ داری میں مدد دیتے تھے۔ ضروریات خانگی بازار سے خود خرید لاتے تھے۔ اپنے لباس کو بدست خود پیوند لگاتے تھے۔ ہر روز دنیا کو تین طلاق دیتے تھے۔ ۱۰

علی اور جہاد:

حضرت علی علیہ السلام جہاد وقتال کے مرد میدان تھے۔

جب مسلمانوں پر جہاد وقتال فرض ہوا تو آپ تمام جنگوں میں پیش پیش رہے۔ عہد رسالت مآب کے غزوات میں سے صرف غزوۂ تبوک میں آپ بہمراہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک نہیں ہوئے۔ باقی تمام غزوات میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے جنگ بدر، اُحد، خندق، خیبر اور حنین کی کامیابی میں آپ کی بے مثال شجاعت و بہادری کا بڑا کردار ہے۔ غزوۂ خندق میں مشہور عرب پہلوان عمرو بن عبدود کو قتل کر کے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ اسی طرح جنگ خیبر میں مرحب نامی یہودی پہلوان کو پچھاڑ کر فتح کو فیصلہ کن بنایا۔ انہی جنگوں میں حیرت انگیز غیر معمولی شجاعت و بہادری کی وجہ سے آپ کی شجاعت ضرب المثل بن گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے زمانہ حکومت میں جنگ جمل، جنگ حنین اور جنگ نہروان برپا ہوئی۔ ان جنگوں میں بھی آپ ہی کامیاب وکامران ہوئے مگر مختلف بہانہ جو سازشیوں کی وجہ سے آپ کے مخالفین کا قلع قمع نہیں ہو سکا اور انہی سازشی عناصر کے ہاتھوں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

حضرت علیؑ کی جہاد کے موقعوں پر بہادری شجاعت اور جانبازی آپ کا ذاتی فعل تھا۔ روایات کے مطابق جنگ کے دوران آپ کی آنکھوں میں خون اتر آتا تھا۔ دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دشمن کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیتے تھے۔ دشمن کی قوت جنگی ہتھیاروں کی کثرت کی طرف آپ کا دھیان بالکل نہیں ہوتا تھا۔ آپ کا دھیان صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہوتا تھا۔ چنانچہ ایسے موقعوں پر آپ عشق الٰہی میں ڈوب کر لڑتے تھے۔ یوں بی یبصر بی یسمع بی لیطش الخ کے مطابق آپ میں خدا کی طاقت آجاتی تھی۔ جس کے بل بوتے پر آپ دشمن پر غالب آتے تھے۔ کچھ نادان دوست دار یہ ڈھونگ بھی کرتے تھے کہ آپ پر ایک آسمانی تلوار ذوالفقار نازل کی گئی تھی۔ جس کی بدولت آپ جنگ میں غیر معمولی شجاعت و بہادری دکھاتے تھے۔ اس ضمن میں سورۃ الحدید کی آیت کی من مانی تاویل بھی کرتے ہیں۔ لیکن میری ناقص رائے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی بلکہ جنگوں میں آپ کے غیر معمولی کارناموں میں آپ کا عشق مولیٰ کام کرتا تھا۔ بدر سے نہروان تک تمام جنگوں کی کامیابی میں آپ کے اسی عشق مولیٰ کا ہاتھ ہے۔ ذوالفقار نامی تلوار یا دلدل نامی سواری کا نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام جب جنگ میں شریک ہوتے تھے تو اپنی ہستی سے فنا ہوکر بقا باللہ کے مرتبے پر فائز ہوتے تھے اور ہر معاملہ مرضی مولیٰ کے مطابق انجام پاتا تھا۔ ذاتیات کا ذرہ بھی ان میں گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ میدان جنگ میں کسی کافر کو پچھاڑ دیا تھا۔ آپ اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے قتل کرنے والے تھے۔ پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اس واقعے کو مولانا روم نے اپنی مثنوی میں نقل فرمایا ہے:

حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے جہاد میں ایک کافر پر قابو پایا۔ آپ نے اسے قتل کرنا چاہا مگر اس نے آپ کے چہرۂ اطہر پر تھوک دیا۔ آپ اس کے قتل سے رک گئے۔ کافر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا عفو کا موقع تھا؟ آپ نے فرمایا تجھ کو خالصۃ لوجہ اللہ قتل کرنا چاہا تھا لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو میرے نفس کو ناگوار ہوا اور سخت غصہ آیا اس صورت میں خلوص نہ رہا کیونکہ نفسانی خواہش بھی شامل ہو گئی یہ سوچ کر میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ ۱۱

(جاری ہے..........)

مراجع ومصادر:

۱۔(سیرۃ النبی جلد اول ۱۵۷)
۲۔(دیکھیں الغدیر ۳ / 224 رسائل الصحابہ فی اول من اسلم)
۳۔(حدیث الغدیر ج۳ / 112-121)
۴۔(علی دی سپریمن ص 47)
۵۔(نیو دو ستارے 79)
۶۔(غزلیات نور بخشؒ)
۷۔(علی دی سپریمن ص 48)
۸۔(منتہی الآمال جلد اول 110)
۹۔ (اہل بیت قرآن وسنت 293)
۱۰۔(نیو دو ستارے 67)
۱۱۔(مثنوی شریف بحوالہ انوار اصفیاء 290)

اہل بیت

اقوال امیر المومنین علیہ السلام

سجاد حسین سرموی، مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

ذکرِ الٰہی: اللہ کو بھولے بھٹکے انداز میں یاد نہ کرو اور نہ ہی مستی میں اسے ایک دم ہی سے بھلا بیٹھو بلکہ اسی کا ذکر یوں مکمل طور پر کرو کہ جس میں تمہارا دل تمہاری زبان کے مطابق ہو اور باطن ظاہر کے مطابق ہو اور تم حقیقی طور سے ذکر الٰہی اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک تم ذکر کرتے وقت خود اپنے آپ کو فراموش نہیں کرو گے اور اپنے امور میں اپنے نفس کو چھوڑ نہ دو گے۔

قرآن: قرآن کی تعلیم حاصل کرو بلاشبہ وہ بہترین کلام ہے اور اسی میں غور و فکر کیا کرو۔ کیونکہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا طلب کرو۔ بلاشبہ سینوں کی شفا ہے۔ اس کی تلاوت اچھی طرح کرو بلاشبہ یہ مفید قصے ہیں۔

اہل بیت: خوش قسمت ترین وہ شخص ہے جو ہماری فضیلتوں کو سمجھ لے اور اللہ کا تقرب ہمارے ذریعے حاصل کرے اور ہم سے خالص محبت رکھے ہم نے جو کچھ کہا اسی پر عمل پیرا ہو اور ہم نے جس سے منع کیا اسے ترک کرے۔ پس وہ ہم سے ہے اور وہ راز جاودانی میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

اہل علم: جو علما کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ باوقار ہو جاتا ہے جب تم کسی عالم کے پاس بیٹھو تو کہنے سے زیادہ سننے کے مشتاق رہو۔ عالم کی لغزش کشتی کے ٹوٹ جانے کی طرح ہوتی ہے۔ جو خود تو ڈوبتی ہی ہے مگر اپنے ساتھ لوگوں کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔

تقویٰ: جس نے تقویٰ اختیار کیا اس پر مصیبتیں آتی ہیں لیکن ٹل جاتی ہیں، تلخیاں کم ہو جاتی ہیں، صعوبتیں چھٹ جاتی ہے۔ تقویٰ تمہارے جسمانی بیماریوں کے لیے شفا ہے دلوں کی بیماریوں کی دوا ہے تقویٰ کے ذریعے آدمی اپنا مقصد حاصل کرتا ہے، دشمن سے چھٹکارا پاتا ہے اور اس کے وسیلے سے خواہش پوری ہو جاتی ہے۔

فضول خرچی: فضول خرچی کی تین نشانیاں ہے: ایسی چیز کھائے جو اس کے لیے نہیں ہے۔ ایسی چیز پہنے گا جو اس کے لیے نہیں ہے اور ایسی چیز خریدے گا جو اس کے لیے نہ ہو۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر: بلاشبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ہیں۔ یہ دو صفتیں کسی کو موت کے قریب نہیں کر سکتیں اور نہ ہی رزق میں کمی کا باعث بن سکتی ہیں۔

توبہ: آپ سے پوچھا گیا توبۃ النصوح کیا ہے؟ فرمایا: دل سے ندامت، زبان سے استغفار اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم۔

حاجت سوال: اپنی ضرورتوں کے لیے تمہیں لازم ہے کہ کریم النفس اور بااصول لوگوں سے رجوع کرو کیونکہ ان کے پاس تمہاری ضرورتیں بغیر کسی انتظار و منت سماجت کے پوری ہو جائیں گی۔

دوستی: اللہ تعالیٰ کے لیے کی جانے والی دوستی ہمیشہ باہمی محبت پر استوار رہتی ہے۔ زیادہ احباب سے بچو کیونکہ تمہیں تمہارے شناسا ہی تکلیف پہنچائیں گے۔ جو اپنے دوستوں کا ہر بات میں محاسبہ کرتا ہے اس کے دوست کم ہو جاتے ہیں۔

حماقت: آدمی کی حماقت تین چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔ ایسی باتیں کرنا جو اس کے مطلب کی نہ ہوں۔ ایسی باتوں کا جواب دینا جو اس سے نہ پوچھی گئی ہوں۔ اور ہر طرح کے کام میں بلا جھجک کود پڑنا۔

دوا: دوا جسم کے لیے ایسا ہی ہے جیسے کپڑے کے لیے صابن جو اس کپڑے کو صاف تو کر دیتا ہے مگر ساتھ بوسیدہ بھی کر دیتا ہے۔

قرض: قرض سے بچو کیونکہ یہ دن میں ذلت، رات میں غم اندوہ ہے اور اس کی ادئیگی دنیا و آخرت دونوں جگہ میں ہے۔

گناہ: چار چیزیں دل کو مردہ کرتی ہیں۔ گناہ پر گناہ کیے جانا، احمق سے بحث کرنا، عورتوں سے زیادہ میل جول رکھنا اور مردوں کے ساتھ اٹھنا

بیٹھنا۔ آپ سے پوچھا گیا یہ مردے کون ہیں؟ فرمایا: نعمتوں میں مست رہنے والا ہر بندہ۔

خانہ بربادی: چار چیزوں میں سے کوئی بھی ایک چیز اگر کسی گھر میں داخل ہوجائے تو اسے اس طرح خراب کردے گی کہ پھر کبھی آباد نہیں ہوسکتا، خیانت، چوری، شراب خوری اور زنا۔

غصہ: غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ شیریں گھونٹ نہیں پائے۔

راز: اپنے رازوں کو خود سنبھال لو اسے کسی دور اندیش وتاط آدمی کو نہ بتاؤ کہ وہ لغزش کردے گا۔ اور نہ ہی کسی جاہل کے سپرد کرو کہ وہ خیانت کردے گا۔

باہمی تعلقات: جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہیں کرتا اس کے پیچھے خواہ مخواہ نہ پڑو۔

رشتہ داری: جسے اللہ نے کچھ دولت عطا کردی ہو اسے چاہیے کہ اس کے ذریعے رشتہ داروں کی مدد کرے اور مہمانوں کی اچھی طرح سے مہمان نوازی کرے۔

خاموشی: تمہاری وہ خاموشی جس کے بعد تم سے بات کی خواہش کی جائے اس کلام سے بہتر ہے جس کے بعد تمہیں خاموش کردیا جائے۔

ہنسی: انسان کی بہت زیادہ ہنسی اس کے وقار کو ختم کردیتی ہے۔ بہت زیادہ نہ ہنسو کہ اس کی کثرت دل کو مردہ کردیتی ہے۔

مرض: کھانے پینے میں کمی کر تیری بیماریاں کم ہوجائیں گی۔ جو طبیب (ڈاکٹروں) سے اپنا مرض چھپاتا ہے وہ اپنے بدن کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔

آنسو: آنسو صرف دل کی سختی ہی کی وجہ سے خشک ہوجاتے ہیں اور دل کی سختی کثرت گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مذاق: جس کا مذاق بڑھ جاتا ہے اس کا وقار ختم ہوجاتا ہے اپنے دوست کا مذاق ہرگز نہ اڑانا کیونکہ اس طرح وہ تمہارا دشمن ہوجائے گا۔ اور دشمن کا مذاق نہ اڑانا کہ وہ تمہیں اذیت دے گا۔

مشورہ: جو اپنے ہی پر بھروسہ کرتا ہے وہ ہلاک ہوجاتا ہے اور جو لوگوں سے مشورہ کرتا ہے وہ ان کی عقلوں میں شریک ہوجاتا ہے۔

کسب معاش: روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کا خزانچی نہ بنو۔ پاک دامنی کے ساتھ محنت مزدوری کرلینا فسق و فجور کی دولت سے بہتر ہے۔

ہر کام خدا کے لیے: اپنے عمل کو، اپنی علم کو، اپنی محبت کو، اپنی نفرت کو چھوڑنے کو، اپنے کلام کو، اپنی خاموشی کو اللہ کے لیے قرار دو۔

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ: قرآن مجید اور دنیا کی زندگی کی حقیقت

حضرت علی علیہ السلام آدمی کے لئے تین دن ہیں کل تو گزر گیا وہ تو نکل گیا۔ پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔ اور کل جو آئے گا۔ اسکے ملنے کا یقین نہیں کیونکہ موت ہروقت موجود ہے۔ تیسرا آج کا دن ہے اسی میں جو ہوسکے اور جو چاہے کرلیں۔

آدمی کی نفسیات بھی کیسی عجیب ہے کہ دوسروں کو وہ ہر روز مرتا ہوا دیکھتا ہے مگر خود اسی طرح زندگی گزارتا ہے گویا اس کو ہمیشہ اسی دنیا میں رہنا ہے اسکے اپنے لئے موت کا وقت کبھی آنے والا نہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ ایک ایک کرکے روزانہ خدا کے ہاں پیشی کے لئے بلائے جارہے ہیں مگر خود اپنے آپ کو اس طرح الگ کرلیتا ہے گویا عدالت الہی میں حاضری کا یہ دن اس کے لیے نہیں آئے گا۔ خیال رہے کہ ہم میں ہر شخص زندگی کے مقابلے میں موت سے زیادہ قریب ہے۔ یہ احساس اگر زندہ ہو تو ہر آدمی ہر موت کو اپنی موت سمجھے۔ دوسروں کا جنازہ دیکھے تو اس کو ایسا معلوم ہو گویا خود اس کی لاش اٹھا کر قبر کی طرف لے جائی جارہی ہے۔ لہذا کھانا پینا، گاڑی/سواری، مال و دولت، اہل وعیال، جائیداد تجارت اور عہدے جو قیامت میں کام نہیں آئیں گے، کی فکر چھوڑ کر ایمان، علم، عمل، اخلاص، عمل صالحات و باقیات اور اللہ پر کامل بھروسہ کی راہ اپنائیں یہی چیزیں قیامت میں کام آئیں گی اور اللہ تعالی ہم سے راضی ہوجائیں گے۔ یہی ہماری عقل مندی ہے اور اصلی جیت، کامیابی اور خوشی بھی اللہ تعالی ہم سب کو قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے اس کی طرف لوگوں کو راغب کرنے اور اس کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ فلاح دارین حاصل ہو اور قیامت میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

اھل بیت

آیۂ تطہیر

مہناز حقانی، مدرسہ شاہ ھمدان کراچی

سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کا گھرانہ اہل بیت ہے۔

عن انس بن مالکؓ ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلاۃ الفجر یقول الصلاۃ یا اھل البیت: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت ویطھرکم تطھیرا۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ چھ ماہ تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ جب نماز فجر کے لیے نکلتے اور حضرت فاطمہ علیہ السلام کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اے اہل بیت! نماز قائم کرو۔ (اور پھر یہ آیت مبارکہ پڑھتے) اے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ ہم تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کردیں اور تم کو خوب پاک وصاف کردے۔

عن ابی سعید الخدری فی قولہ : انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت قال: نزلت فی خمسۃ: فی رسول اللہ وعلی وفاطمۃ وحسن والحسین۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارکہ اے اہل بیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کر دے۔۔۔۔ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت مبارکہ پانچ ہستیوں حضور نبی اکرمؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

عن صفیۃ بنت شیبۃ قالت قالت عائشۃ خرج النبی غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود۔ فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فاد خلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال : انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ روایت کرتی ہے حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لائے درتی حالیکہ آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی جس پر سیاہ اون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے۔ پس حضرت حسن بن علیؑ آئے تو آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حضرت حسینؑ آئے تو آپ کے ہمراہ چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر سیدہ فاطمہؑ آئی اور آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کردیا پھر حضرت علی اکرم اللہ وجہہ آئے تو آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔ اے اہل بیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف کردے۔

عن عمر بن ابی سلمۃ ربیب النبی قال: لما نزلت ھذہ الایۃ علی النبی: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ، فدعا فاطمۃ وحسنا و حسینا فجعلھم بکساء وعلی نہ خلف ظھرہ فجللہ بکساء ثم قال: اللھم ھولاء اھل بیتی، فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔

ترجمہ: پروردہ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت ام سلمہ کے گھر میں یہ آیت مبارکہ۔۔۔۔ اے اہل بیت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف کردے۔۔۔ نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ حضرت علیؑ حضورؐ کے پیچھے تھے، آپ نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا۔ پھر فرمایا الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے نجاست دور کر اور ان کو خوب پاک وصاف کردے۔

تصوف

تصوف اسلامی

غلام حسن نوربخش

تصوف کیا ہے؟

صاف شو باحق نہاں وآشکار
صوفیان صاف را این است کار

تصوف کے لغوی معنی ہیں پشمینہ پہننا، پاکیزگی اختیار کرنا، دانائی سے کام لینا، اصطلاحاً علم معرفت، دل سے خواہشات کو دور کرکے خدا کی طرف دھیان لگانا اور طریقہ تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح مراد ہے۔

تصوف خدا سے ملنے اور اسے پانے کی شدید آرزو کا نام ہے جو دین اسلام کی اصل روح ہے جو انسان کو اپنے مقصود حقیقی و مطلوب اصلی سے لو لگائے رکھنے پر آمادہ رکھتا ہے۔ اس طرح یہ صرف آدمی کے ظاہر کو مسلمان بناتا ہے بلکہ دل ونگاہ کو بھی مسلمان بناتا ہے۔

زبان سے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تصوف ایک عالم گیر صداقت ہے اور دین ایک عالم گیر نظام ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنا مقصد حیات پالیتا ہے۔ معبود حقیقی کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔ اس طرح بندہ دونوں جہاں کی کامرانی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔۱

تصوف کے متعلق حضور اکرمؐ، آئمہ کرامؑ اور مشائخ عظامؒ کے بالترتیب احادیث فرامین اور اقوال بہت ہیں۔ لیکن یہاں بغرض اختصار چند آئمہ اور مشائخ کے فرامین اور اقوال پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

تصوف پیغمبرؐ اسلام کی نظر میں:

۱) ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

من سرہ ان یجلس مع اللّٰہ فلیجلس مع اھل تصوف جو اللہ تعالی کے ساتھ بیٹھنا چاہیے وہ اہل تصوف کی ہم نشینی اختیار کرے۔۲

یہ حدیث مندرجہ بالا صورت کے علاوہ معمولی فرق کے ساتھ بھی آیا ہے۔ مثلاً سرہ کی بجائے اراد اہل تصوف کی بجائے مع الصوفی اور مع الفقراء لیکن ان لفظی اختلاف کے باوجود معنی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۲) ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! من اقرب الی اللّٰہ یوم القیامۃ؟ فقال الانبیاء ثم الشھداء ثم اھل تصوف قیامت کے دن کون اللہ سے سب سے قریب ہونگے؟ فرمایا کہ انبیائے کرام پھر شہداء پھر اہل تصوف۔۳

۳) ایک اور حدیث میں یوں فرماتے ہیں کہ:

لاتطعنوا علی اھل تصوف والخرق لان اخلاقھم اخلاق الانبیاء و لباسھم لباس الانبیاء اہل تصوف اہل خرقہ کو طعنہ نہ دو کیونکہ ان کا اخلاق انبیائے کرام کے اخلاق جیسے اور ان کا لباس انبیاء کے لباس جیسے ہیں۔۴

۴) ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں کہ راغبوا فی دعاء اھل تصوف و اصحاب الجوع والعطش فان اللّٰہ ینظر الیھم و یسرع اجابتھم اہل تصوف اور اصحاب سے بھوک و پیاس سے دعا کرانے کی رغبت رکھو کیونکہ اللہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور جلدی قبول فرماتا ہے۔۵

۵) ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں کہ من سمع صوت اھل تصوف فلا یؤمن علی دعائہ کتب عند اللّٰہ من الغافلین جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور اس پر کان نہ دھرا اس کا شمار اللہ کے نزدیک غافلوں میں ہوگیا۔۶

تصوف آئمہ کرامؑ کی نظر میں:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

التصوف اربعۃ احرف تاء و صاد و واو و فا.

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

الفّاء ترک دنیا و توبۃ و تقاء والضاد صبر و صدق و صفا والواو ود وفا و ورد والفاء فرد و فناء و فقر.

تصوف چار حروف پر مشتمل ہے وہ ت، ص، و اور ف ہیں۔

'ت' سے مراد ترک دنیا، توبہ اور تقویٰ ہے۔

'ص' سے مراد صبر، صدق اور صفا ہے۔

'و' سے مراد ود (محبت حق)، وفا اور ورد ہے۔

'ف' سے مراد فرد، فنا اور فقر ہے۔ ۷

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"تصوف خوش خوئی کو کہتے ہیں جو زیادہ خوش خو ہوتا ہے وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے۔" ۸

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ:

من عاش فی باطن الرسول فھو صوفی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطن کے مطابق زندگی گزارے وہ صوفی ہے۔ ۹

تصوف مشائخ کی نظر میں:

حضرت شیخ معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ:

صحبت با صوفیان کن. صوفیوں کے ساتھ صحبت رکھو۔ ۱۰

تصوف حقائق کو اختیار کرنے اور لوگوں کی چیزوں سے مایوس ہونے کے مترادف ہے۔ ۱۱

آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

تصوف حقائق حاصل کرنے، دقیق باتیں بولنے اور مخلوقات کی اشیاء سے مایوس ہو جانے سے عبارت ہے۔ ۱۲

آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

تصوف حقائق حاصل کرنے، دقیق باتیں بولنے اور مخلوقات کی اشیاء سے مایوس ہو جانے سے عبارت ہے۔ ۱۳

حضرت شیخ سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ: تصوف تین معانی کا نام ہے۔

نور معرفت نور تقویٰ کو نہیں بجھاتا۔

کتاب وسنت کے خلاف علم باطن سے گفتگو نہیں کرتا۔

محرمات الٰہی کے اظہار پر بھی کرامات ظاہر نہیں کرتا۔ ۱۴

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ صوف کے حروف کے معنی اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اَلصُّوفِی مُشتَقٌ مِنَ الصُّوف صوفی لفظ صوف سے مشتق ہے۔

وَلصُّوفَ ثَلَاثَةُ اَحرُف اور اس کے تین حروف ہیں۔

(صاد، واو، فا) (ص، و، ف)

وَالصّاد صبر و صدق و صفا ص سے صبر، صدق اور صفا ہے۔

وَالوَاو ود و ورد وفا و سے ود، ورد اور وفا ہے۔

وَالفَاء فرد و فقر و فنا ف سے فرد، فقر اور فنا ہے۔

حضرت شیخ علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ:

تصوف آزاد بندوں کیلئے عطیہ خداوندی ہے۔

حضرت شیخ علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ:

تنازع الناس فی الصوفی واختلوا
قدما و ظنوا مشتقا من الصوفی
ولست اھل ھذا الا سم غیر فتی
صافی فصوفی الی ان لقب الصوفی ۱۵

"لوگ لفظ صوفی کے صوف سے اشتقاق سے متعلق جھگڑتے ہیں مگر میں اسے ہی صوفی کہوں گا جو باطنی معاملات کی صفائی کی بنا پر صوفی سے ملقب ہو۔"

حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ فرماتے ہیں کہ:

تعلقات سے الگ ہو کر مخلوقات کو ترک کرنے اور حقیقت مطلقہ سے مل جانے کا نام ہے۔ ۱۶

حضرت شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنیؒ فرماتے ہیں کہ:

صوفی صوف سے مشتق ہے چاہیے کہ صوفی میں یہ اوصاف ہوں۔

بصاد قدم صدق و صفا از خود طلب کند و بواو وصلت بحضرت خداوند از خود طلب کند و بفای فراغت زغیر خدا از خود طلب کند تا اسم تصوف برایشان مجاز نشود چاہیے کہ صوف کے صاد سے قدم صدق و صفا، صوف کے واو سے وصال حق اور فا ئی صوف سے غیر خدا سے فراغت کے اوصاف پیدا

Copyright www.sultanoorbakhshia.org

ہوں۔تب اسم تصوف مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہوگا۔

حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ:

این حرف تصوف تواندانی زکجا است
ت توبه و صاد صدق و واو ش زو فا است
ف اوّل فقر دان که او کوی فنا است
هرکس که درو قدم نهد اهل رضا است۱۷

مزید فرماتے ہیں کہ:

گودر ره صوفیان قدم نه
هر مرد که طالب کمال است۱۸

حضرت میر امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں کہ:

صوفی راچهل مقام است باید تاقدم وی درکوی تصوف درست آید. صوفی کیلئے چالیس مقامات ہیں چاہیے کہ کوئے تصوف میں صوفی کا قدم درست آئے۔

مزید فرماتے ہیں کہ:

این چهل مقام پیغمبران را بوده است اولین مقام آدمؑ است و آخرین مقام محمد رسول الله.

یہ چالیس مقامات پیغمبروں کو حاصل تھے۔سب سے پہلے مقام آدمؑ کا اور سب سے آخری مقام حضرت محمد کا ہے۔۱۹

حضرت میر سید محمد نوربخش فرماتے ہیں کہ:

قاضی سرای شرع و ملت مفتی حقیقت و طریقت
هم صوفی و شیخ خانقاهیم هم مرشد سالکان راهیم۲۰

ایوان ہم شریعت وملت محمدی کی قاضی اور مسند حقیقت وطریقت کی مفتی ہیں۔ہم صوفی بھی ہیں اور شیخ خانقاہ بھی اور سالکین راہ حق کے مرشد بھی ہیں۔

شیخ شمس الدین لاہیجیؒ کو خط ارشاد دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ:

علوم شرعیه از فقه و حدیث و تفسیرو تصوف وغیره که نسبت خود را دران باین فقیر درست کرده است،

کند شرعی علوم جیسے فقہ، حدیث، تفسیر اور تصوف وغیرہ میں اس فقیر سے نسبت درست کرلی ہے، کی تبلیغ کرے۔

مراجع ومصادر:

۱۔صوفیۂ نوربخشیہ ص 149 ۲۔ مناقب صوفیہ ص ۳۹، حقسور المومنین
ص، ریاض السیاحہ ص ۱۴۰، ۳۔ مناقب صوفیہ ص ۳۶
۴۔ نورالمومنین ص ۲۲ ۵۔ ریاض السیاحہ ص ۱۴۰
۶۔کشف المحجوب ص ۴۷، حقیقت تصوف ص ۱۹۹
۷۔مرآۃ امیر حق ص ۴، نورالمومنین ص ۲۲
۸۔ صوفیۂ نوربخشیہ ص 152، 1مراۃ الاسرار ص 113
۹۔تحقیق دراحوال وآثار سید محمد نوربخش ص ۱۲۔
۱۰۔سیر عرفان ص 81 ۱۱۔ تذکرۃ الاولیاء
۱۲۔ عوارف المعارف ۹۳ ۱۳۔ تذکرۃ الاولیاء
۱۴۔ قشیری ۱۵۔ عوارف المعارف ص 94
۱۶۔ عوارف المعارف ص 94 ۱۷۔ نگاہ بہ وحدت ص ۱۳۵
۱۸۔ نگاہ بہ وحدت ص ۴۷ ۱۹۔ چہل مقام صوفیہ ص ۱
۲۰۔ واردات نوربخش ص ۲۰

❀ ☆ ✪ ☆ ❀

《مضمون نگاروں سے گزارش》

نوائے صوفیہ میں اشاعت کے لیے صرف ان **علمی مضامین** کو اولیت دی جائے گی جو **محنت** اور **عرق ریزی** سے تیار کئے گئے ہوں۔ہر مضمون کے ساتھ **ماخذ کتب کا حوالہ** دینا ضروری ہوگا۔ورنہ **مضمون نا قابل اشاعت** قرار پا سکتا ہے۔

نوائے صوفیہ کے لیے ارسال کئے جانے والے **مضامین** کا رسالے کے بنیادی نصب العین یعنی **احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین** سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔

(ادارہ)

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

نوربخشیات

نوربخشیہ حقائق کی روشنی میں

مولانا شکور علی انور

تعارف:

کسی بھی چیز یا شخص یا جماعت کی پہچان حاصل کرنا تعارف یا شناسائی کہلاتا ہے۔ جس کے ذریعے ایک انسان دوسرے انسان یا جماعت کی پہچان حاصل کرتا ہے۔ اس پہچان کی بدولت معرفت حاصل ہوتی ہے۔ کسی بھی نامعلوم چیز کو معلوم کرنا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ اسی کا نام جستجو اور تحقیق ہے۔ تحقیق اور معرفت کے ذریعے علم و دانش اور معلومات میں اضافہ ہی نہیں کیا جاتا بلکہ چیزوں کی اصلیت سے بھی باخبر ہوا جاتا۔ آیئے ہم مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔

فقہی شناخت:

یہ ایک قدیم اسلامی فقہی مسلک ہے جس کے پیروکار ایران، پاکستان، ہندوستان وغیرہ میں لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جس طرح حضرت امام حنیفہؒ کے فقہ کو ماننے والوں کو حنفی یا حنفیہ، حضرت امام شافعیؒ کے فقہ کو ماننے والوں کو شافعی یا شافعیہ، حضرت امام مالکؒ کے فقہ کو ماننے والوں کو مالکی یا مالکیہ، حضرت امام حنبلؒ کے فقہ کو ماننے والوں کو حنبلی یا حنابلیہ کہتے ہیں۔ اسی طرح حضرت امام محمد نوربخشؒ کے فقہ کے ماننے والوں کو نوربخشی یا نوربخشیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

شخصی تعارف:

حضرت امام محمد نوربخش جو کہ سید محمد نوربخش قہستانی کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ اپنے وقت کے اسلامی فقہی امام، مجتہد، مفکر اور عارف ہو گزرے ہیں۔ آپ ایک بڑے فقیہہ، متکلم اور صوفی تھے۔ اسلام کے حقیقی داعی، مبلغ، مجدد، مصلح، مرشد، عالم ربانی اور عارف صمدانی تھے۔ آپ لوگوں کو علم و عمل کے ساتھ ساتھ صدق و صفا اور امن و آشتی سے رہنے کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ بیک وقت اصول و فروع کے اسلامی نظریات کو قرآن و سنت سے درخشاں کرتے رہے۔ جس کی خاطر علم کلام میں کتاب اعتقادیہ اور فروع میں الفقہ الاحوط تصنیف کیں۔ حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اسلامی اعتقادات کو بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: **ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا.** ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے پیغمبروں اور یوم آخرت پر یقین رکھنے سے انکار کیا تو وہ یقیناً دور کی گمراہی کا شکار ہوگیا۔ (سورہ النساء)''

اصولی موقف:

مندرجہ بالا آیت کے مفہوم و مطالب سے اسلامی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے اور یہ موقف کھل کر واضح ہوتا ہے کہ اسلامی عقائد کے یہی پانچ اصول ہیں جن پر اعتبار کرنا ضروری ہے۔ عقائد کے بنیادی اصولوں میں درج ذیل ارکان اہمیت کے حامل ہیں۔ اہل اسلام کو ان ارکان ایمان پر عقیدت رکھے بغیر کوئی چارہ نہیں اس کے بغیر حکم خداوندی کے اعلان پر لبیک کہنے سے اس حکم کی اطاعت واضح نہیں ہوتی۔ آیت کے آخری کلمات سے معلوم ہوتا ہے ان ارکان پر اعتقاد نہ رکھنے والے شدید ترین توبیخ اور گمراہی کا شکار ہوں گے، یہ عقائد کہلاتے ہیں۔

ارکان ایمان:

لہذا اہل ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ درج ذیل ارکان ایمان کی تابعداری اور فرمانبرداری کا ثبوت دیں کیونکہ سابقہ آیت میں انہی پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی گئی۔ جن کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ رکن اول: ایمان باللہ ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اور

وحدانیت کا اقرار اور اس پر اعتقاد رکھنا کہ رب تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے، بے نیاز ہے، وہ کسی سے جنا ہے اور نہ ہی کوئی اس سے جنا جائے گا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

۲۔رکن دوم: یہ اعتقاد رکھنا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی حکم بجالاتے ہیں جن کا ان کو حکم ہوا ہے۔ مختلف فرشتے آسمان اور زمین میں امر الٰہی کے پابند ہیں۔ سب کے سب خدا ہی کے بندے اور مخلوقات ہیں ان میں سے چار مقرب فرشتے ہیں۔

۳۔رکن سوم: اللہ تعالیٰ کی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر اس طرح سے اعتقاد رکھنا ہے کہ یہ سب حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء مرسلین پر اتاری گئی ہیں۔ ان میں سب سے آخری کتاب قرآن مجید ہے جسے ہمارے آقائے دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا ہے۔ قرآن مجید تمام کتابوں پر لائق، فائق اور امتیازی خصوصیت کا حامل ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی ایسی کوئی کتاب نازل ہوگی۔

۴۔رکن چہارم: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان احکام خداوندی اور نواہی الٰہی بیان کرتے ہوئے عملی تعلیمات کے حامل ذرائع ہیں وہ حق تعالیٰ سے فیض و رحمت کے طلبگار ہوتے ہیں اور مخلوقات میں فیضان الٰہی کی ترسیل و تبلیغ پر مامور ہوتے ہیں۔ ان کی پیروی میں رب کی خوشنودی اور نافرمانی میں عذاب و عتاب ہونا محقق ہے۔

۵۔رکن پنجم: آخرت پر اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں، حساب کتاب، حشر نشر، پل صراط سے گزرنا اور عدل گاہ خداوندی میں سب کو کھڑا ہونا ہے۔ اعمال کا میزان قائم ہونا ہے۔ نیکی اور بدی سب چیزوں کا وزن کرنا پھر جزا وسزا کا نظام قائم ہونا بھی یقینی ہے۔

توضیحات:

ان تمام ارکان کا مجموعہ کلمہ بنائے ایمان کی صورت میں یوں ظاہر ہوتا ہے کہ **امنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر**۔ اس کا مطلب اس طرح واضح ہوتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور قیامت کے برپا ہونے اور حساب کتاب کے بعد جزا وسزا دینے پر ایمان لایا جن کا اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ضروری ہے۔ ان مندرجہ بالا کلمات سے انکار پر کفر لازم آتا ہے۔ بنیادی عقائد کی صحت کے لیے یہ لازمی ہے اور ان بنیادی عقائد سے آگاہ ہونا بھی ایک فرد مسلم پر واجب ہے۔ شاہ سید محمد نوربخشؒ نے ایک مسلمان کو اسلام جیسے پاکیزہ دین پر ثابت رہنے کے لیے مختصر مگر جامع اصولی موقف پر کتاب اعتقادیہ تصنیف فرمائی ہے اور اس میں بتایا گیا کہ اسی حد تک اعتقادات کی وضاحت سے ایک مومن ایمان کی نعمت سے مالا مال ہو سکتا ہے اور گمراہی وضلالت سے بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی قدر ومنزلت کو پہچانا اور اپنی حیثیت کے مطابق رہتے ہوئے حد سے نہیں گزرا۔

فروعی موقف:

مندرجہ بالا اصولی شروعات کی پابندی کے بعد جو جو احکام فروعی ہیں وہ عبادات اور اعمال کہلاتے ہیں وہ سب کے سب فروعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ جن کے درج ذیل مصدقات ہوتے ہیں۔ ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لیے ضروری ہے ان بنیادوں کی حفاظت کرے۔

۱۔دل سے مان لینا ۲۔زبان سے اقرار ۳۔بدن سے عمل کرنا
۴۔صحیح معنوں میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔

ا) ان چاروں باتوں کی موجودگی کی صورت میں بندہ پکا مومن مسلمان کہلاتا ہے۔

ب) دل سے تصدیق نہ کرے صرف زبان کے ساتھ اقرار کرے تو وہ فرد منافق ہے۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

ج) دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار بھی کرتا ہے لیکن عمل کرنے سے عاری ہو تو وہ فرد فاسق و فاجر ہے۔

د) پہلے تینوں باتوں کا حامل ہو مگر عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہ کرنے والا فرد بدعتی کہلاتا ہے۔ چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بدعتی لوگ جہنم والوں کے کتے ہیں۔

ارکان اسلام:

ان موضوعات کے بعد اسلام کے ارکان جنہیں فروعات کہتے ہیں۔ ان کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ کلمہ شہادتین کا اقرار کرنا وہ یہ کہ اشهد ان لا اله الا لله وحده لاشريک له واشهد ان محمد عبده ورسوله. ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا/دیتی ہوں کہ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا/دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور بندے ہیں۔

۲۔ نماز پنجگانہ یعنی پانچ وقت کی نماز صبح، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنا۔

۳۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا۔

۵۔ استطاعت کی صورت میں حج بیت اللہ کا سفر کرنا۔

ان کے علاوہ جہاد، خمس، فطرہ اور دیگر مالی، بدنی اور لسانی عبادات جو قرآن وسنت کے مطابق ہو انجام دینا بھی شامل ہیں۔ ان فروعات کی توضیح اور تشریح اور احکامات کے متعلقات پر مشتمل فقہی دبستان موجود ہے۔ اس فقہ کا نام کتاب الفقہ الاحوط ہے۔ یہ کتاب ترپن (53) ابواب پر مشتمل ہیں۔ اصول وفروع کے علاوہ آپ کی تالیفات کی تعداد لگ بھگ چالیس ہیں۔

صوفیہ نوربخشیہ:

اس بات میں کوئی شک نہیں مندرجہ بالا تمام اصولی اور فروعی تحکمات قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں۔ ارکان ایمان قرآن مجید کی نص صریح سے ثابت ہیں اور فروعی ارکان یعنی ارکان اسلام حدیث شریف کی نص صریح سے ثابت ہیں۔ اس طرح اہل صوفیہ نوربخشیہ کے اصول وفروع قرآن وسنت کی روشن تعلیمات پر مبنی ہیں۔ یہ بات اس مسلک کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ ان تمام اصولی اور ایمانی تحکمات دین اسلام یعنی مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی اساس ہیں جن کی صراحت بڑے بڑے مشائخ عظام نے فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ چند نظریاتی تخصصات بھی ہیں جن کی یوں تفصیل دی جاتی ہے۔ اس مسلک کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کے عقائد اسلامی تصوف وعرفان کے گرد گھومتے ہیں۔ اعمال عبادات، ریاضت ومجاہدہ، خلوت نشینی اور اعتکاف کے ذریعے روحانی مدارج طے کرنے کے قائل ہیں۔ اس بنا پر صوفیہ مذہب کے داعی اور روش نوربخشیہ کے حامل ہیں۔ اس مسلک کا ایک روحانی سلسلہ بھی ہے جو سلسلہ ذہب صوفیہ کے نام سے عالم تصوف میں معروف ومشہور ہے اور سید محمد نوربخشؒ سے یہ ابد بلا انقطاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچا ہے۔ یہ روحانی دنیا کا مضبوط ترین اور معتبر ترین سلسلہ ہے جن کے تسلسل کا انحصار روحانی کمالات پر مبنی گدی نشینی پر ہوا کرتا ہے۔

کلمہ گو کا احترام:

مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی نظریاتی تعلیمات کا تیسرا اہم پہلو تمام مسلمانوں کے ساتھ رواداری اور حسن وظن کا عمل ہے۔ نوربخشی تعلیمات کی روشنی میں اہل اسلام کو بلکہ جملہ ادیان کو دعوت امن وآشتی اور دعوت اتحاد واتفاق نصیب ہوتی ہے۔ اس بات میں بھی کوئی تردد نہیں پایا جاتا کہ نوربخشیہ کی نظریاتی اساس سے عالم اسلام کو اتحاد بین المسلمین کا پلیٹ فارم مہیا ہو گیا ہے۔ چنانچہ میر سید محمد نوربخشؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرتش کے لائق نہیں اور میں شہادت دیتا

Copyright www.sultanoorbakhsh.org

ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نماز قائم کرتا ہو، مالدار اور صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرتا ہو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ کا حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو ایسی چیز کی بنا پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ جبکہ وہ خود اس معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو، جو شخص اس کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے، تو یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔"

انتشار وافتراق کے اسباب:

عالم اسلام میں انتشار وافتراق کی ایک بنیادی وجہ بدعتوں کا ظہور ہے۔ بدعت سے مراد ہر وہ نئی چیز ہے جس کا ثبوت دین اسلام کے محکمات ومندرجات میں شامل نہیں ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم السلام دینا. ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے اپنا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین منتخب کیا۔ دوسری جگہ یہ ارشاد ہوتا ہے "اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ دین اسلام ہے۔" اس طرح تکمیل دین کا واضح اعلان کر دیا گیا۔ دین میں بدعتیں پیدا کرنے سے اس کے اصل ہیئت کذائی برباد ہو جاتی ہے اور لوگ اپنی خواہشات اور نفسانی تسکین کی خاطر دین میں قرآن وسنت سے ہٹ کر تبدیلیاں رونما کرنے لگتے ہیں۔ بالآخر یہ سہل پسندی اور جدتیں اور افتراق وانتشار کی وجہ تنازعات وتعصبات اور نفرتوں کا سبب بنتی ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد عالم اسلام کا یہ محسن اور مدبر نہایت ہی حکیمانہ انداز میں اپنی تحریک اتحاد بین المسلمین کا ایک اہم مقصد اور منزل رفع بدعت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ میر سید محمد نوربخش فرماتے ہیں:

"کہ میں شریعت محمدیہ میں پیدا ہونے والی بدعتوں کو ختم کرنے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رائج احکام کو زندہ کرنے پر مامور ہوں۔"

ماخذ ومعارف کتب:

۱۔ قرآن مجید
۲۔ حدیث شریف، بخاری، مسلم
۳۔ الفقہ الاحوط
۴۔ کتاب الاعتقادیہ
۵۔ آئینہ نوربخشی
۶۔ میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ
۷۔ سلسلۃ الذہب
۸۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ
۹۔ پاک وہند میں مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ: تصوف کی خبریں میلاد مصطفیٰ کانفرنس

مکتب تقویت الاسلام صوفیہ نوربخشیہ کرامنگ کے زیر اہتمام میلاد مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہوا۔ جس میں علماء، مشائخ معززین شہر اور طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ صدارت کے فرائض حضرت سندس (عرف بوا ڈاتھو) مجذوب عصر حاضر، مہمان خصوصی سخاوت علی، اعزازی مہمان جناب کاچو غلام مہدی ہگو جبکہ میزبانی کے فرائض مدرسے کے پرنسپل مولوی محمد شفیع مطہری نے سرانجام دئے۔ مولانا محمد نے تلاوت کلام پاک سے میلاد کا آغاز کیا۔ اس کے بعد شیراز متعلم نے شمائل نامہ حضورﷺ، مشاہد متعلم نے آئینہ نوربخشی جبکہ محسن علی نے اماموں کے اسماء گرامی سنائے۔ طلبہ نے صوفیہ نوربخشیہ کے بنیادی عقائد پر مبنی نو بنیادی کلمات بالترتیب پیش کئے۔ ایک نعتیہ مقابلہ بھی ہوا اویس نے پہلی، جلال نے دوسری اور شیان اشرف نے تیسری پوزیشن حاصل کیں۔ قاری عبدالخالق، مولانا جاوید، کاچو مہدی ہگو نے اور مولوی محمد شفیع مطہری نے میلاد مصطفیٰ کانفرنس میں تقاریر کیں۔ کانفرنس سے سرکردہ حاجی غلام حیدر نے بھی تقریر کی۔ پرنسپل مولوی محمد شفیع مطہری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ مہمان خصوصی سخاوت علی نے اپنی تقریر میں کانفرنس منعقد کرانے پر پرنسپل اور طلبہ کے کارکردگی کو سراہا اور مدرسے کے لیے تعاون کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آخر صدارتی خطبے میں سندس صاحب عرف (بوا ڈاتھو) نے آج کے دن کی اہمیت، افادیت اور فیوض وبرکات بیان کئے اور امت مسلمہ کو پیغام دیا کہ جب تک سنت رسولﷺ پر نہیں چلیں گے مسلمانوں کو کامیابی نہیں ملے گی۔ شرکاء نے مکتب تقویت الاسلام کی فروغ کے لیے نقد انعامات عطا کئے۔

رپورٹ شعبہ نشر واشاعت

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

نوربخشیات

سلسلہ نوربخشیہ

ابنِ صوفی

سلسلۃ الذہب تصوف کا وہ مضبوط ترین سلسلہ ہے جسے بجا طور پر حبل اللہ المتین ہونے کا فخر حاصل ہے۔ تصوف کے دیگر سلاسل کی طرح یہ سلسلہ امیر المومنین علی ابن علی ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ سلسلۃ الذہب کے معنی سونے کی زنجیر کے ہیں۔ اور یہ نام بذاتِ خود اس سلسلے کے قوی ترین ہونے کی علامت ہے۔ سلسلۃ الذہب کی اصطلاح پہلے پہل کب استعمال ہوئی اس میں محققین مختلف الرائے ہیں۔ تاہم حضرت شیخ شمس الدین محمد اسیری لاہیجی جو میر سید محمد نوربخش کے خلیفہ ہیں اپنی مشہورِ زمانہ تالیف 'شرح گلشن راز' میں اپنے سلسلے کو سلسلۃ الذہب ہی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت جنید بغدادیؒ وہ شخصیت ہیں جنہیں سید الطائفہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ تصوف کے اکثر سلاسل آپ ہی سے جا ملتے ہیں۔ سلسلۃ الذہب مختلف ادوار میں اپنے عظیم المرتبت شیوخِ طریقت کے ناموں سے موسوم رہا ہے اور حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے نام کی نسبت سے معروفیہ، حضرت جنید بغدادی کی نسبت سے جنیدیہ، حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کی نسبت سے سہروردیہ، حضرت شیخ نجم الدین کبریؒ کی نسبت سے کبرویہ، حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کی نسبت سے ہمدانیہ اور حضرت میر سید محمد نوربخش قہستانیؒ کی نسبت سے نوربخشیہ کہلایا گیا ہے۔ جب کہ وہ سلسلہ جو خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے دوسرے مرید سید عبداللہ برزش آبادی کی وساطت سے چلا ہے، سلسلہ ذہبیہ ہی کے نام سے موسوم رہا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اسی سلسلے سے منسلک ہیں۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مذہبِ صوفیہ کی اصطلاح کب سے رائج ہوئی، یہ موضوع ہنوز تحقیق کا طالب ہے تاہم یہ حقیقت واضح ہے کہ سلسلۃ الذہب کے شیوخِ طریقت ہر دور میں افراط و تفریط سے پاک درمیانی راستے پر گامزن رہے ہیں۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ نے قرآن و سنت کو اپنے تصوف کی بنیاد قرار دیا ہے۔ تاہم اہلِ بیتِ اطہار سے خصوصی مودت اور صحابہ کرام اور امہات المومنین کے احترام کی جو روش اس سلسلے کی خصوصیت ہے، حضرت شیخ نجم الدین کبریؒ کے عہد میں واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ پھر حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ اپنی تصنیف 'العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ' میں تمام مذاہبِ عالم اور پھر خود عالمِ اسلام کے مختلف فرقوں کا باہمی موازنہ کرنے کے بعد مذہبِ صوفیہ کو سب سے معتدل اور بہترین مذہب قرار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے ماموں بھی تھے اور شیخ محمود مزدقانیؒ کے وسیلے سے ان کے خلیفہ اور مرید بھی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان نے جہاں اپنی تالیف 'ذخیرۃ الملوک' میں خلفائے راشدین کا جا بجا ذکرِ خیر فرمایا ہے، وہاں 'مودۃ القربیٰ' اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل بھی دل کھول کر بیان کیے ہیں۔ اعتدال اور میانہ روی کی اسی روش کو حضرت شاہ ہمدانؒ کے بعد روشِ نوربخشیہ کہلانے کا شرف حاصل ہوا۔ میر سید محمد نوربخشؒ کا ایک نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے تصوف اور سلوک کی اس

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

روایت کو جو سلسلۃ الذہب کی صورت میں آپ تک پہنچا تھا، آگے چلانے کے علاوہ عالم اسلام میں پیدا ہونے والی فرقہ بندی اور بدعتوں کے خاتمے کے لیے 'الفقہ الاحوط' تصنیف کر کے مذہب صوفیہ کے اس معتدل طریقے کو رائج کیا جس پر اس سلسلۃ الذہب کے بزرگ عمل پیرا رہے تھے اور شریعتِ محمدیہ کو اس طرح رائج کیا جیسی کہ وہ خود شارع علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں رائج تھی۔ میر سید محمد نوربخشؒ کا نام محمد اور والد کا نام محمد بن عبداللہ تھا۔ آپ امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے تھے اور ۱۵ شعبان المعظم ۷۹۵ھ کو ایران میں صوبہ قہستان کے شہر قائن میں پیدا ہوئے، اور ۱۵ ربیع الاول (یا ۱۴ ربیع الاول) ۸۶۹ھ کو علاقہ رے کی سولغان نامی بستی میں وفات پائی۔ (ڈاکٹر غازی محمد نعیم، میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ، ص ۱۴، ۱۵)

میر سید محمد نوربخش کے تفصیلی حالات ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ یہاں اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ آپ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے داماد، مرید خاص اور داماد حضرت خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے مرید ہیں۔ جب کہ خواجہ اسحاقؒ نے آپ کے بلند روحانی مقام اور مرتبے کے باعث آپ کو 'نوربخش' کا لقب عطا کر کے مسندِ ارشاد پر بٹھایا ہے۔ (اسرار الشہود میں اسیری لاہیجی نے اس واقعے کو ایک غیبی اشارے کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

آمدہ از غیب نامش نوربخش
بودہ چون خورشید ذاتش نوربخش

حضرت خواجہ اسحاقؒ اور میر محمد نوربخشؒ شریعت اسلامی کا عملی نفاذ چاہتے تھے، جس کے لیے انہوں عملی جدوجہد کا فیصلہ کیا۔ حاکم وقت میرزا شاہ رخ نے اس تحریک کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھ لیا اور چنانچہ بغاوت کا بہانہ بنا کر اور نوربخشؒ پر دعویٰ مہدویت کا جھوٹا الزام عائد کر کے خواجہ اسحاقؒ کو تو بعض مریدین کے ہمراہ شہید کر دیا، جبکہ نوربخشؒ کو ایک طویل مدت تک قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار رکھا۔

شاہ رخ کی وفات کے بعد میر کو دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور تصنیف و تالیف کا زیادہ موقع ملا اور آپ نے بہت سی گراں قدر کتابیں تصنیف کیں جن میں 'الفقہ الاحوط' کے علاوہ 'رسالہ اعتقادیہ' 'سلسلۃ الذہب' 'سلسلۃ الاولیا' 'صحیفۃ الاولیا' 'رسالہ معراجیہ' 'رسالہ نوریہ' 'کشف الحقائق' سمیت کم و بیش ۷۴ کتب و رسائل اور دس کے قریب مکتوبات شامل ہیں۔ بعض دیگر تصانیف کے ان کے ساتھ نسبت کے متعلق محققین میں بحث و تمحیص جاری ہے۔ مثنوی کشف الحقیقت، مثنوی نجم الہدیٰ، رسالہ الہدیٰ، رسالہ نفس شناسی، مصائب عترۃ الطاہرہ، تفسیر مزرعۃ الاولیاء، رفع اختلاف اور کتاب نوربخشیہ بعض ایسی تصانیف ہیں۔ رسالہ نوائے صوفیہ کے مضمون نگار محققین ان کتابوں کے الحاقی ہونے کے بارے میں متعدد تحقیقی مضامین اس شمارے میں لکھ چکے ہیں۔ یہی رائے ایرانی اور دیگر بین الاقوامی شہرت کے حامل محققین کی بھی ہے۔ میر سید محمد نوربخش کے صوفیانہ نظریات پر ابن عربی کے مسلک کا اثر بھی ہے تاہم یہ افکار و نظریات مسلک کبرویہ میں ان کے پیشرو بزرگوں کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔ نوربخش کے طریق سلوک میں ذکر خفی چہار ضربی کی خصوصی اہمیت سلسلہ کبرویہ ہی کی وراثت ہے۔ نوربخش کی تعلیمات میں عوالم خمسہ یعنی لاہوت، جبروت، ملکوت، ملک اور ناسوت کے علاوہ سبعہ اطوار قلبیہ اور انوار و الوان کا خصوصی بیان ملتا ہے۔ نوربخش کے خلفا اور مریدین کی فہرست طویل ہے، تاہم آپ کے اہم ترین خلفاء کے نام یہ ہیں:

حاجی محمد سمرقندی (مصر)، شیخ محمود بحری (بحر آباد)، مولانا حسین کوکبی (ماوراء النہر)، برہان الدین بغدادی (بغداد)، شمس الدین اسیری لاہیجی (شیراز)، شاہ قاسم فیض بخش (خراسان)، شیخ محمد نعیمی (سولغان)، شیخ

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

محمد الوندی (ہمدان)، خلیل اللہ بغلانی (بغلان)، مولانا حسن (گیلان)، درویش سلیمان سکاری (کشمیر)، فخر الدین مغربی (شام)، مولانا عماد الدین (ہندوستان) اور شیخ اسحاق ملتانی (ملتان و دکن) اپنے دور عروج میں سلسلہ نوربخشیہ عراق سے لے کر ماوراء النہر تک کے علاقوں میں متداول رہا۔ بدخشان، ترمذ، کیس، قندوز اور بلخ کے علاوہ خراسان کے دیگر شہروں نیشاپور، غزنی، ہرات، رے اور گیلان میں بھی نوربخشیہ کا اثر و نفوذ رہا۔ نیز نورستان، شوستر، کرستان، کردستان، آذربائیجان اور تبریز کے علاقوں میں بھی یہ سلسلہ مقبول رہا۔ جبکہ نوربخش کے خلفا اور مریدین کی وساطت سے ترکی، مصر، یمن، ہندوستان اور کشمیر میں بھی نوربخشیت کا پیغام پہنچا۔ دور حاضر میں بھی مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ لاس اینجلس (امریکہ) تک نوربخشی تحریک کے اثرات موجود ہیں تاہم بلتستان کے علاوہ دیگر علاقوں میں نوربخشیہ اپنی مخصوص صوفیانہ شناخت کھو چکا ہے۔

کشمیر اور بلتستان میں نوربخشیہ کو میر شمس الدین عراقی بت شکنؒ مرید شاہ قاسم فیض بخشؒ نے رواج دیا۔ کشمیر میں نوربخشیہ کے عروج کی روداد 'تحفۃ الاحباب' سے معلوم ہوتی ہے جس کا ماضی قریب میں 'تحفۂ کشمیر' کے نام سے اردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مرزا حیدر دوغلت گورگانی کے دور پر جو ۹۵۴ھ سے ۹۵۸ھ تک کو محیط ہے۔ کشمیر میں نوربخشیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ زڈی بل کی خانقاہ اور نوربخشی کتابوں کو نذر آتش کر دیا گیا اور شیخ دانیالؒ کو ۹۵۷ء میں شہید کیا گیا۔ مرزا دوغلت کی وفات کے بعد چک خاندان کشمیر میں برسر اقتدار آیا تو نوربخشیہ کو ایک بار عروج حاصل ہوا یہاں تک کہ اس دور میں فقہ الاحوط کو پبلک لا کے طور پر کشمیر میں نافذ کیا گیا۔ (تاریخ مکمل کشمیر حصہ دوم ص ۴۱۵) تاہم چونکہ ایران فکری انقلاب سے دوچار ہو چکا تھا اور صفوی خاندان کے شاہ اسماعیل نے شیعہ فرقہ کے عقائد کو اپنا لیا تھا اس لیے ایران کی طرح کشمیر میں بھی سلسلہ نوربخشیہ بتدریج اپنی شناخت کھو بیٹھا، تاہم جغرافیائی عوامل کی بنا پر علاقہ بلتستان میں نوربخشیہ کا علمی، روحانی اور تاریخی ورثہ بڑی حد تک محفوظ رہا۔ آج بھی بلتستان کے مختلف علاقوں خصوصاً علاقہ خپلو میں نوربخشیوں کی ایک بڑی تعداد حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کی روحانی وراثت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

راقم کو ۲۰۰۵ء میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت کی غرض سے خپلو میں نوربخشیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان کے مسلک کو افراط و تفریط سے پاک اور ان کو تعلیمات حضرت شاہ ہمدان کا حقیقی پیروکار پایا۔ ان علاقوں میں اعتکاف، تہجد و نوافل اور اوراد فتحیہ کا خصوصی رواج ہے۔ سلسلہ نوربخشیہ کی ایک شاخ اس وقت ریاستہائے متحدہ امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں صادق عنقا اور ان کی صاحبزادی ناہید عنقا کی زیر قیادت نوربخشی عقائد کا پرچار کرنے میں مصروف ہے۔ تاہم یہ اور ایرانی نوربخشی 'الفقہ الاحوط' کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں اور تصوف اور تشیع کے درمیانی مسلک پر کاربند معلوم ہوتے ہیں۔

ماضی میں نوربخشیہ کے خلاف تبلیغی اور اشاعتی یلغار کے نتیجے میں نوربخشیوں میں انتقال مسلک کا رجحان رہا ہے۔ تاہم فی زمانہ نوربخشی علما اور عوام میں بیداری کی ایک لہر نظر آتی ہے۔ نوربخشی تعلیمات کی اشاعت کے لیے جہاں بلتستان کے شہر سکردو میں مدرسہ شاہ ہمدان کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم ہے وہاں اسلام آباد سے 'نوائے صوفیہ' کے نام سے ایک جریدہ بھی گزشتہ تین دہائیوں سے احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کا پیغام عام کرنے میں مصروف ہے۔ 'نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن' نوربخشی طلبا کی نمائندہ تنظیم ہے جب کہ ملک کے بڑے شہروں کراچی، لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، کوئٹہ اور گلگت میں نوربخشی جامع مساجد، خانقاہیں موجود ہیں اور نوربخشیوں کی ایک کثیر تعداد ان شہروں میں آباد ہیں۔

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

ادبیات

عربی زبان و ادب کی مختصر تاریخ

(پہلی قسط)

ابن صوفی

زبان عربی دنیا کی قدیم زبانوں میں سے ہے۔اس کا موطن جزیرہ نمائے عرب ہے۔عرب اقوام کو تین گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱۔عرب بائدہ: یہ وہ قومیں ہیں جو اب صفحۂ ہستی سے نابود ہو چکی ہیں۔

۲۔عرب عاربہ: ان اقوام کا وطن یمن ہے جن کا سلسلۂ نسب یعرب بن قحطان سے ملتا ہے۔

۳۔عرب مستعربہ: یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حجاز میں آباد چلی آتی ہیں۔۱

عربی سامی زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔سامی زبان کے تین حصے ہیں: آرامی، کنعانی اور عربی۔آرامی زبان کی شاخیں کلدانی، اشوری اور سریانی ہیں۔کنعانی زبانوں میں عبرانی اور فنیقی اہم ہیں۔عربی سے مضری زبان، یمنی اور حبشی قبائل کی زبانیں نکلی ہیں۔۲

عربی ادب کے مختلف ادوار کی وجہ بندی یوں کی جا سکتی ہے:

۱۔زمانۂ جاہلیت: زمانۂ جاہلیت کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

دور اول: پانچویں صدی عیسوی سے قبل کا زمانہ۔

دور دوم: پانچویں صدی عیسوی تا زمانۂ ظہور اسلام۔

۲۔اسلامی زمانہ: اس کو بھی دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

دور اول: زمانۂ صدر اسلام

دور دوم: عہد بنی امیہ

۳۔عباسی زمانہ: اس زمانہ کے بھی مزید دو ادوار ہیں:

دور اول: زمانۂ عروج ۱۳۲ھ سے ۳۳۲ھ تک

دور دوم: زمانۂ زوال و انحطاط: ۳۳۲ھ تا ۶۵۶ھ (زوال بغداد)

۴۔عثمانی زمانہ یا عہد تنزل و انحطاط: یہ زمانہ ۶۵۶ھ سے ۱۲۲۰ھ تک کو محیط ہے۔

۵۔عبوری زمانہ: نپولین کے قبضۂ مصر سے محمد علی پاشا کے برسر اقتدار آنے یعنی ۱۹۱۹ء تک ہے۔

۶۔موجودہ زمانہ: ۱۹۲۰ء سے بعد کا ہے۔۳

آسانی کی خاطر ان ادوار کو زمانہ قبل از اسلام یا زمانۂ جاہلیت اور زمانہ بعد از اسلام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔اس اجمال کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

زمانۂ جاہلیت کا عربی ادب:

زمانۂ جاہلیت کے ادب کو نثر اور نظم کے شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

نثری ادب:

۱۔محاورہ یا بول چال: عربوں کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا اور ان کی عام بول چال کی زبان بھی تحریری زبان سے کم دلکش نہ تھی۔

۲۔فن خطابت: یہ نثر کی اہم قسم ہے۔خطبات یا تقریروں کی تین قسمیں تھیں: سیاسی تقریریں، دینی تقریریں اور قانونی تقریریں۔

دور جاہلیت کے بہت سے خطباء کے نمونے ہم تک پہنچے ہیں ان میں سے تین نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

۱) قس بن ساعدہ والایادی ۲) عمر بن معدی کرب

۳) اکثم بن صیفی

۳۔وصیتیں: دور جاہلیت میں جن لوگوں کی وصیتیں مفید، دلکش اور موثر ہیں ان میں سے بعض نام یہ ہیں:

۱) زہیر بن جناب الکلبی ۲) ذوالاصبع العدوانی

۴۔کہاوتیں:

۵۔فلسفیانہ اور حکیمانہ مقولے:

۶۔نثر مرسل و مسجع:

۷۔قصے کہانیاں: عموماً جنگی قصوں اور بہادری کے واقعات کی شکل

میں تھیں۔

شعری ادب:

دور جاہلیت کی شاعری کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ رزمیہ یا الشعر القصص: اس میں جنگ کے واقعات یا بہادری کے کارناموں کا ذکر ہوتا تھا۔

۲۔ تمثیلیہ یا الشعر التمثیل: یہ منظوم مکالمہ کا دوسرا نام ہے۔

۳۔ طربیہ یا الشعر الغنائی: یہ شاعری کی وہ قسم ہے جسے گا کر پڑھا جاسکے۔

دور جاہلیت کے شعری ادب کی خصوصیات:

اصناف ادب: اس کے اصناف ادب حسب ذیل ہیں:

غزل (نسیب یا تشبیب): اس میں عورت کے ساتھ عشق ومحبت کے جذبات کا بیان ہوتا تھا۔

فخر وحماسہ: ان میں آباؤ اجداد کی شرافت، شجاعت اور نسلی برتری پر تفخر کیا جاتا تھا۔

مدح: کسی آدمی، بادشاہ، سپہ سالار وغیرہ کی تعریف وتوصیف کی جاتی تھی۔

مرثیہ: اس میں مرنے والے کے اوصاف واخلاق کا ذکر ہوتا تھا۔

ہجو: کسی آدمی یا قبیلہ کی برائی کی جاتی تھی۔

معذرت: کسی غلطی پر اظہار افسوس کیا جاتا تھا۔

سراپا وصف: اس صنف سخن میں کسی چیز کی تصویر کشی کی جاتی تھی۔

حکمت وفلسفہ وضرب الامثال: حکیمانہ اور فلسفیانہ نکات کو منظوم کیا جاتا تھا۔[۴]

شعراء کی درجہ بندی:

دور جاہلیت کے شعراء کی قصیدہ گوئی ممتاز حیثیت کی حامل تھی اور اس بنیاد پر ان کو سات طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱۔ اصحاب المعلقات: ان شعراء کے طویل قصیدے اتنے مشہور تھے کہ انہیں سونے کے پانی سے لکھا جاتا تھا۔ اس طبقے میں درج ذیل شعراء کے نام اہم ہیں۔ ان شعراء کو مزید تین طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عہد جاہلیت کے اصحاب المعلقات کے نام یہ ہیں:

امراء القیس، النابغۃ الذبیانی، زہیر بن ابی سلمی، عنترہ بن شداد العبسی، طرفۃ بن العبد، عمرو بن کلثوم، الحارث بن حلزہ الیشکری، لبید بن ربیعہ، عروۃ بن الورد۔

امرؤالقیس: جاہلی شعراء میں جو شہرت امرؤالقیس کے حصے میں آئی وہ کسی اور کے حصے میں نہ آئی۔ یہ بڑا پرگو شاعر تھا۔ اشعار کی کثرت، مضامین کا تنوع، منظر کشی، دقت معانی اور حسن بیان اس کی شاعری کی خصوصیات ہیں۔ اس کی شاعری کا ایک نمونہ حسب ذیل ہے:

أفاطم مهلا بعض هذا التدلل وان كنت قد أزمعت هجري فاجملي
اغرك مني ان حبك قاتلي وانك مهما تأمري القلب يفعل
وانك قسمت الفؤاد فنصفه قتيل و نصف في حديد مكبل
وما ذرفت عيناك الالتضربي بسهميك في اعشار قلب مقتل
تسلت عمايات الرجال عن الصبا وليس فؤادي عن هواك بمنسل

"اے فاطمہ! ذرا اپنے ناز وانداز کو روکے رکھو، اور اگر تم نے جدائی کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اس کو بھی اچھے انداز سے کرو۔ کہیں تم اس دھوکے میں تو نہیں ہو کہ تمہاری محبت مجھے مار ڈالے گی اور یہ کہ تم جو حکم دوگی اسے دل بسروچشم بجالائے گا۔ تم نے میرے دل کے دو حصے کر دیے ہیں۔ ایک حصہ کشتہ ہو چکا ہے اور دوسرا حصہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ تمہاری آنکھوں نے آنسوؤں کی لڑیاں اس لیے پرونی شروع کی ہیں کہ تم اپنی آنکھوں کے تیروں سے میرے شکستہ دل کے ٹکڑے کرنا چاہتی ہو۔ لوگوں کی راہ محبت میں کور بینی ختم ہو چکی ہے لیکن میرے دل سے اس کا خیال نہیں جانے والا ہے۔"[۵]

۲۔ اصحاب المجمرات: اس طبقے میں چھ شاعر مشہور ہیں:

عبید ابن الابرص، بشر بن ابی حازم، امیہ بن ابی الصلت، عدی بن زید بن حماد، خداش بن زہیر، النمر بن تولب۔

امیہ بن ابی الصلت کی شاعری کا ایک نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

كل عيش و ان تطاول دهرا منتهي أمره الى ان يزولا
ليتني كنت قبل ما قد بدالي في رءوس الجبال ارعى الوعولا
اجعل الموت نصب عينيك واحذر غولة الدهر ان للدهر غولا

"زندگی خواہ کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو جائے بالآخر ایک دن اس کا انجام

زوال وفنا ہے۔ کاش میں اپنی اس حالت کے رونما ہونے سے پہلے پہاڑوں کی چوٹیوں میں بارہ سنگھوں کو چرایا کرتا۔ تو موت کو اپنا نصب العین بنا اور زمانہ کی ناگہانی آفتوں سے ڈرتا رہ اس لیے کہ زمانہ کی گرفت اچانک ہوا کرتی ہے۔''۲

۳۔ اصحاب المنتقیات: اس طبقے میں دو اہم شعراء المرقش الاکبر، علقمہ الفحل کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

۴۔ اصحاب المذہبات:

۵۔ اصحاب المراثی:

۶۔ اصحاب المشوبات:

۷۔ اصحاب الملحمات:

زمانہ صدر اسلام کا عربی ادب:

اردو زبان وادب پر اثراندازی کے حوالے سے اہم ترین زمانہ صدر اسلام کا زبان وادب ہی ہے۔ اگر چہ بعض جاہلی شعراء جیسے امرؤالقیس وغیرہ کے اشعار آج بھی تاثیر بیان میں اضافے کے لیے بطور حوالہ لائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی اہمیت محض تاریخی ہے۔ اس شاعری کو برعظیم ہند میں جو زبان اردو کی جنم بھومی ہے، کسی طرح کی عوامی مقبولیت ملنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی۔ البتہ زمانہ صدر اسلام کا ادب اس لیے اس خطے کے لوگوں کے دیدہ و دل میں جگہ پاگیا کہ اشاعت اسلام کے بعد اہل ہند کا محور عقیدت حجاز مقدس بن گیا اور دین اسلام نے ان کی زندگیوں پر ہمہ گیر اثرات مرتب کیے۔ یہ اثرات سیاسی، سماجی، مذہبی، علمی اور ادبی غرض تمام شعبہ ہائے زیست کو محیط تھے۔ زمانہ صدر اسلام کے ادب کے دو بنیادی اجزا قرآن مجید اور حدیث شریف ہیں، جن کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

ا۔ قرآن مجید:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اگر چہ قرآن مجید کے شعری ادب ہونے کی نفی اللہ تعالیٰ نے خود ان الفاظ میں فرما دی ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ''اور ہم نے اسے شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے شایان شان ہے۔'' تاہم یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید نے دنیا بھر کے انسانوں کے قلوب واذہان پر جو اثرات مرتب کیے وہ پوری دنیا کی شاعری کے مجموعی اثر سے زیادہ ہے۔ قرآن مجید کی تاثیر ایک زندہ جاوید معجزہ ہے۔ قرآن کی اثرانگیزی کے اسباب میں موضوع ومقاصد کی بلندی، پاکیزگی، مضامین ومطالب کی نیرنگی، فصاحت و بلاغت اور پرزور اور مدلل طرز بیان سب کچھ شامل ہیں۔ عربی زبان وادب (اور نتیجتاً اردو زبان وادب پر) قرآن مجید کے ہمہ گیر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے احمد حسن زیات لکھتے ہیں:

''اس (قرآن مجید) نے ان کی زبانوں، دلوں اور نظاموں میں ایسا عظیم الشان اثر کیا کہ کسی دوسری آسمانی کتاب نے اپنے ماننے والوں میں اس جیسا اثر نہیں کیا۔ زبان وادب پر اس کی تاثیر جو یہاں ہماری غرض وغایت ہے یہ ہوئی کہ اس نے قوم کے سخت اور بے رحم دلوں میں جاگزیں ہو کر انہیں نرم کر دیا۔ ان کے درشت اور تند مزاجوں میں پہنچ کر ان میں مروت ومحبت پیدا کر دی۔ ان کی ہلکی اور سطحی عقلوں میں داخل ہو کر انہیں وزنی اور ٹھوس بنا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید کے اس عمل نے ان کی زبان میں حسن الفاظ، خوبی ترکیب، نزاکت اسلوب، قوت منطق، زور استدلال، نیرنگی معانی، کثرت مضامین و مطالب پیدا کردی۔ زبان کے دائرے کو نئے دینی الفاظ تراش کر مثلاً الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، القیام، الرکوع، السجود، الوضوء، المومن الخ وسیع کر دیا۔ بہت سے جدید علوم کی ضرورت پیدا کردی۔ مثلاً زبانی خامیوں کے سد باب کے لیے علم نحو وصرف واشتقاق، قرآنی اعجاز کو ثابت کرنے کے لیے معانی وبیان وبدیع، نئے الفاظ کی شرح اور مشکل الفاظ کی توضیح کے لیے لغت وادب، احکام شرعیہ کے استنباط کے لیے حدیث، اصول فقہ، فقہ التفسیر وغیرہ۔ اور یہی قرآن مجید ہے جس نے گزشتہ چند صدیوں میں ان تمام علوم کو باقی رکھا اور انہیں دور دراز کے نامعلوم خطوں میں پھیلایا، جس سے اس فرمان خداوندی کی تصدیق ہوتی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ۷

باقی صفحہ نمبر 33 پر

دینیات

صبر و استقلال

محمد ناظم نوربخش، خپلوی

صبر کا لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں استقلال کا معنی جم جانا، ڈٹ جانا اور مضبوطی کے ہیں اسی معنی میں استقامت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

صبر و استقلال کا اصطلاحی مفہوم:

شریعت اسلامی کی اصطلاح میں صبر و استقامت کا مفہوم نفس انسانی کو گھبراہٹ اور اضطراب سے روکنا۔ تکلیف و مشکلات کے باوجود اپنے کام پر ڈٹ جانا ہے۔ لہذا صبر و استقلال کا مفہوم یہ ہے کہ انسان دل کی مضبوطی، اخلاق کی بلندی اور ثابت قدمی سے:

1۔ ہر حال میں اپنے جذبات پر قابو رکھے۔

2۔ مصائب و مشکلات سے نہ گھبرائے بلکہ حوصلے سے مقابلہ کرے۔ اور ہمیشہ حق کا ساتھ دے اگر چہ اسے کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں تقریباً پچاسی مقامات پر صبر کا حکم آیا ہے اور قرآن کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا (سورۃ البقرۃ)

اے ایمان والو! صبر سے کام لو پامردی دکھاؤ اور کمر بستہ رہو۔

صبر کے ضمن میں دو باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں ایک تو یہ کہ صبر دل کی کمزوری و بے بسی کی خاموشی اور بے کسی کی حالت میں مجبور رہو کر گزار لینے کا نام نہیں بلکہ دل کی انتہائی قوت، بلند ہمتی اور پختہ ارادے کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر مشکلات کو خاطر میں نہ لانا ہے دوسرے صبر کا اصل موقع ہمیشہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان پر تازہ مصیبت وارد ہوتی ہے تو عام طور پر انسان رونے دھونے اور آہ و فغاں کرنے اور اللہ تعالیٰ سے شکوے شکایتیں کرنے کے بعد یہ کہہ دیتا ہے کہ میں نے صبر کیا۔ یہ کوئی صبر نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی اہمیت ہے۔

صبر ایمان کی بنیاد ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ایمان اور صبر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کہہ دے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدم رہ۔“ ایمان کی حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر و سخاوت کو بتایا۔

تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں صبر کی فضیلت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1۔ صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

2۔ صبر جمیل وہ ہے جس میں شکایت نہ ہو۔

3۔ جس نے غم کا اظہار کیا اس نے صبر نہ کیا۔

4۔ صبر نصف ایمان ہے۔

5۔ صبر میری چادر ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں: ”جس نے صبر سے نجات نہ پائی اسے بے صبری نے ہلاک کیا۔“

امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ صبر کے بارے میں ذخیرۃ الملوک میں فرماتے ہیں۔ صوفیاء کرام مصیبت پر صبر کرنے کو اللہ تعالیٰ کی نشانی

Copyright www.sultanoorbakhshia.org

اور تکلیف برداشت کرنے کو اپنی ولایت کی صحت کی علامت سمجھتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔

جب انہوں نے صبر کیا ہم نے ان کے اندر ایسے امام پیدا کئے جو ہمارے حکم کے تحت رہنمائی کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معانی کے جواہر کے طلبگاروں اور عرفان کی منازل طے کرنے والوں کو یہ بتایا کہ ہم نے اپنی خاص حکمت کے تحت اپنے بندوں کو ان کے صبر اور استقامت کی بدولت امامت اور پیشوائی کے منصب پر فائز کیا ہے اور انہیں اپنی دوستی کی خلعت عطا کی ہے انہیں لوگوں کے لئے رہنما بنایا ہے۔

اور آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں انہیں عطا کی جائیں گی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

صبر کرنے والوں کو کسی حساب کے بغیر عطا کیا جائے گا۔

خدا کے ہاں محبوب بندہ:

ایک شخص نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مال ختم ہوگیا ہے اور جسم بیمار ہے۔تو آپ نے فرمایا اس بندے میں کوئی بھلائی نہیں ہے جسے مالی نقصان نہ ہو یا بیمار نہ ہوا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب رکھتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر اسے صبر کی توفیق دیتا ہے۔

صبر نصف ایمان ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور یقین مکمل ایمان ہے۔

صبر کی کمی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں سب سے کم یقین اور صبر دیا جائے گا جسے ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز بھی مل گئی تو پھر نفلی نمازوں یا روزوں کی کمی نقصان دہ نہیں ہوگی۔

صبر عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت ہے: انتظار الفرج بالصبر عبادة. صبر کے ذریعے کشادگی کا انتظار کرنا بھی عبادت ہے۔

صبر مومن کی دولت ہے:

حضرت ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دولة المؤمن فی اصبر و نصرفی کظمه الغیظ و عزه فی الاخذ بالفضل و نوره فی الودع عما الهی عنه.

بندہ مومن کی دولت صبر میں، اس کی مدد غصہ پر قابو پانے میں اس کی عزت نیکی میں، اس کا نور پرہیزگاری میں ہے ان چیزوں سے جن سے منع کیا گیا ہے۔

جنت کا خزانہ:

ارشاد ربانی ہے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ۔(ال عمران 3-142)

کیا تمہارا خیال ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جب کہ اللہ نے ابھی جانچ نہیں لیا تم میں سے جنہوں نے جہاد کیا اور نہیں جانچا صبر کرنے والوں کو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصبر کنز من کنوز الجنة. صبر جنت کا ایک خزانہ ہے۔

دوسری طرف صبر کے بارے میں فرمایا اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ہمیں چاہیے کہ ہم تنقید برائے تنقید کے بجائے صبر و استقامت کی ضرورت ہے۔

❁☆✿☆❁

احکامات

تربیت اولاد

ابراھیم بیگ

من ابی ھریرہ قال جاء الی رسول اللّٰہ وقال من ابر قال بر والدیك فقال لیس لی والدان فقال ب رولدك كما ان یولدیك علیك حقا فكذالك اولدك علیك حقا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہ نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میں کس کے ساتھ اچھائی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنے والدین کے ساتھ۔ اس نے کہا میرے والدین زندہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے بیٹے کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ جس طرح تمہارے والدین (تمہارے اچھے سلوک) کے مستحق ہیں اس طرح تمہارا بیٹا تمہارے حسن سلوک کا مستحق ہے۔

ایک اور جگہ حضرت انس بن مالکؓ نے روایت کی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچے کا ساتویں دن عقیقہ کریں اور اس کے بال صاف کریں۔ یعنی منڈوائیں۔ اور جب چھ سال کا ہوجائے اس کو ادب سکھائیں اور جب سات سال کا ہو جائے اس کے سونے کی جگہ الگ کریں۔ جب تیرہ سال کا ہوجائے تو نماز ترک کرنے کی وجہ سے اس کی پٹائی کی جائے۔ جب وہ سولہ سال ہوجائے تو اس کی شادی کردی جائے۔ پھر (اس کا باپ) اس کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہے میں نے تمہاری تربیت کی، تمہیں تعلیم دی اور تمہاری شادی کروادی اب میں دنیا میں تمہاری وجہ سے پیش آنے والے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كل مولود یولد علی الفطرة الا ان ابواه یهودانه وینصرانه ویمجسانه۔

ترجمہ: ہر بچے کی پیدائش فطرت کے مطابق ہوتی ہے۔ (یعنی ہر بچہ فطری اعتبار سے مسلمان ہوتا ہے۔) لیکن اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

یعنی ہر بچہ فطری اعتبار سے پاک ہوتا ہے اور وہ دین و مذہب یا اچھائی برائی کی تعلیم اپنے ماں باپ سے حاصل کرتا ہے اگر اس کے ماں باپ یہودی ہوں تو وہ اسے یہودی بنادیتے ہیں۔ اگر اس کے ماں باپ آتش پرست ہوتو اسے آتش پرست بنادیتے ہیں اور اگر اس کے ماں باپ عیسائی ہوتو اسے عیسائی بنادیتے ہیں۔ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوگا اذان و اقامت کے کلمات اس کے کان میں آئیں گے۔

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے اپنی معروف کتاب ذخیرۃ الملوک میں نقل فرمایا ہے: حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ ارشاد فرماتے ہیں: جب میں تین برس کا تھا تو میں نے اپنے ماموں محمد بن سوار کو رات کے وقت عبادت کرتے دیکھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور انہیں دیکھنے لگا کہ دیکھیں کیا کہتے ہیں۔ ایک دن انہوں نے مجھے کہا: اے سہل! جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اسے یاد کیا کرو۔ میں نے دریافت کیا۔ میں کس طرح یاد کروں؟ انہوں نے فرمایا: رات کے وقت جب بھی تمہاری آنکھ کھلے تو تم زبان ہلائے بغیر تین بار یہ بات دہرایا کرو، اللہ تعالی میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں نے چند دن

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

تک یہ معمول جاری رکھا پھر انہوں نے فرمایا: اب تم سات مرتبہ یہ جملہ دہرایا کرو۔ چند دن بعد انہوں نے گیارہ مرتبہ یہ عمل کرنے کی نصیحت کی جس کے کچھ دن بعد میرے دل میں اس کی حلاوت پیدا ہوگئی اور لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت سی ہوگئی میں خلوت نشین ہو گیا۔ اور میرے والدین نے مجھے مدرسے بھجوادیا۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ دوسرے بچوں کی صحبت کی وجہ سے میری طبیعت پریشان رہے گی۔ میں نے والد صاحب سے درخواست کی کہ آپ استاد سے کہیں کہ وہ روزانہ ایک گھنٹہ پڑھا کر مجھے رخصت دے دیا کریں۔ سبق کے فارغ ہونے کے بعد میں واپس خلوت میں آکے ذکر میں مشغول ہو جاتا۔ اسی طرح چھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر چکا اور روزے رکھنے لگا تھا۔ تیرہ برس کی عمر میں میرے سامنے ایک مشکل مسئلہ آیا تو میں نے بہت سے علماء حضرات کے سامنے یہ مسئلہ رکھا لیکن کسی نے بھی صحیح جواب نہیں دیا۔ تو میں بصرہ سے بغداد چلا گیا وہاں میں نے شیخ حمزہ بن عبداللہ سے یہی مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے تسلی بخش جواب عنایت کیا۔ پھر ایک طویل عرصے تک میں شیخ حمزہ بن عبداللہ کی خدمت میں رہا اور آپ کے ملفوظات سے اپنے دل کے آئینے کو چمکاتا رہا۔ آپ ہی سے میں طریقت کے آداب سیکھے۔ پھر واپس اپنے شہر آگیا۔ ہر سال کے آغاز میں میں ایک درہم کے جو خرید تا انہیں پیس کر آٹا بنا لیتا اور پھر وہی آٹا میری ایک برس کی خوراک کے لیے کافی ہوتا۔ بیس سال تک میں نے یہی معمول جاری رکھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچپن سے حضرت سہل بن عبداللہ تستری کے دل و دماغ میں اللہ کی معرفت و خشیت بیٹھ گئی اور بڑے اولیاء اللہ میں شمار ہوئے۔

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

بقیہ: عربی زبان وادب کی مختصر تاریخ

قرآن مجید سے زبان وادب کے بعض اعلیٰ نمونے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ.

عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ.

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَا اَذًی.

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ.

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ.

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

’’کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو جبکہ خود اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہو؟

عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو جبکہ اس میں تمہارے لیے بھلائی ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور حالانکہ وہ تمہارے لیے شر ہی شر ہو۔

اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے ساتھ کسی دل آزاری کی جائے۔

تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے جب تک کہ تم اپنی محبوب چیزوں میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو۔

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

کہہ دیجیے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔‘‘[7]

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ تاریخ ادب عربی: استاد احمد زیات، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور: ۱۹۶۱ء، (ص ۵۳)

۲۔ ایضاً (ص ۵۹)

۳۔ عربی ادب کی تاریخ (حصہ اول): ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی، فیس بکس لاہور ۱۹۸۹ء، (ص ۷۶، ۷۷)

۴۔ ایضاً (ص ۱۳۸ تا ۱۴۷)

۵۔ ایضاً (ص ۱۷۶)

۶۔ تاریخ ادب عربی (ص ۱۴۷)

۷۔ ایضاً (ص ۱۶۱)

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

www.sufianoorbakhshia.org Copyright

اخبار تصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایم شاہین

اسلام آباد میں محفل ذکر

گذشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ مقیم اسلام آباد نے جناب قبلہ الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کے تبلیغی دورے کے سلسلے میں اسلام آباد تشریف لانے پر ایک پر وقار تقریب کا اہتمام کیا۔ محفل ذکر کے بعد الحاج جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے خطاب کرتے ہوئے سالکین کو آداب ذکر، ذکر کی اہمیت وضرورت اور عصر حاضر کے چیلنجوں سے آگاہ فرمایا۔ شرکائے محفل میں جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب، مولانا انور تھلوی صاحب، بوا رستم علی انجم صاحب، غازی محمد نعیم صاحب، جناب دولت علی صاحب، سید انور حسین صاحب، میجر سید شبیر حسین صاحب، مولانا سیف اللہ صاحب، غلام حسن شگری صاحب، جناب فاچو محمد امین صاحب، علی احمد قمر صاحب، جی ایچ معروفی صاحب، کامران حسرت صاحب، جناب صدر موسیٰ صاحب کے علاوہ علی پور، راولپنڈی، گلستان فاطمہ کالونی چکری روڈ، اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے تمام کارکنان شامل تھے۔

رپورٹ: داؤد علی چھوربٹی، اسلام آباد

محفل میلاد مصطفیٰ

گذشتہ دنوں NYF کے زیر اہتمام جشن ولادت با سعادت حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہوئی۔ محفل کی صدارت مولانا محمد انور نے کی جبکہ مولانا سیف اللہ مہمان خصوصی تھے۔ تقریب میں اہل تصوف کے سینکڑوں پروانوں نے شرکت کی۔ شبیر حسین معروف، مولانا انور، کمال چھوربٹی، غلام عباس، علی حسن اور دیگر نے سرور کائنات کے شان میں گلہائے عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ مولانا سیف اللہ نے نبی اکرم کی زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے مسلمانوں کی زبوں حالی وتنزلی ان جیسے ہستی سے محبت وعقیدت اور سنت کی پیروی سے دوری کی وجہ قرار دیا۔ انہوں نے قرآن کو سمجھ کر اور اس میں غوطہ زن ہو کر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ تقریب کے آخر میں مولانا باقر کوروی اور اسرار حسین تھلوی کے والد کے لیے خصوصی فاتحہ خوانی کی گئی۔ اور دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ پر رونق محفل اختتام پزیر ہوا۔

رپورٹر: شبیر حسین تھلوی

اظہار تشکر

تعمیراتی کمیٹی مدرسہ شاہ ہمدان سکردو، ملت صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے اندرون وبیرون ملک مقیم ان تمام مخیر حضرات کے بے حد مشکور ہے جن کے مالی تعاون سے مدرسہ اور رہائشی بلاک و ہاسٹل کی تعمیر وتوسیع کے کام کا ساٹھ فیصد حصہ مکمل ہوا ہے۔ باقی ماندہ کام کی تکمیل کے لیے ملت صوفیہ نوربخشیہ کے باشعور اور مخیر حضرات اس کار خیر اور صدقہ جاریہ کے نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر عطیات اور چندہ جات ادارے کو ارسال کریں۔ تاکہ اس عظیم پروجیکٹ کے ادھورے کاموں کو تکمیل تک پہنچا کر مدرسہ شاہ ہمدان کے طلباء و اساتذہ اور مروجہ تعلیم حاصل کرنے والے سکول، کالج اور یونیورسٹی تک کے طلباء وطالبات کے لیے نہایت پرسکون تمام سہولیات سے آراستہ اخلاقی اور خالص دینی ماحول پر مشتمل زیر تعمیر تدریسی اور رہائشی و ہاسٹل بلاک کو جلد از جلد استعمال میں لایا جا سکے۔ امید ہے کہ ملت کی امنگوں کی ترجمانی کے حامل واحد دینی درسگاہ اور روحانی تربیت گاہ کی تعمیر وترقی میں دل کھول کر تعاون کریں گے۔

نوٹ: براہ راست عطیات اور چندہ جات آن لائن بینک میں جمع کرنے کی صورت میں مدرسہ ہذا کا اکاؤنٹ نمبر 0101034874 6 حبیب میٹرو...

منجانب: چیئرمین وتعمیراتی کمیٹی مدرسہ شاہ ہمدان

تنظیم تحفظ نوربخشیہ کا اجلاس

گذشتہ دنوں تنظیم تحفظ نوربخشیہ پاکستان کا اجلاس کراچی منظور کالونی میں منعقد ہوا۔ جس میں پرانے اراکین اور نئے ممبران نے شرکت کی۔ اجلاس میں سابقہ کابینہ کو تحلیل کر کے نئی کابینہ کا قیام عمل میں لایا گیا، اور ارکان نے ملت نوربخشیہ کیلئے درپیش چیلنجز کا بغور جائزہ لیا۔

اور موجودہ چیلنجز سے بخوبی نمٹنے کے لیے عزم وارادے کا اظہار کیا۔نئی کابینہ کے نام درجہ ذیل ہیں۔

سرپرست اعلیٰ مفتی علی محمد ہادی،نگران اعلیٰ ابوالاظہر محمد اشرف شہباز، امیر جماعت ابوطٰہٰ الموسوی، نائب امیر شاکر تھلوی، ناظم الامور ابن علی تھلوی، نائب ناظم الامور رحمانی تلس، ناظم مالیات آصف ارمان، ناظم اجلاس ابن عباس کندوسی، ناظم اطلاعات نورالدین بلغاری۔

رپورٹر: نورالدین بلغاری

NYF گرلز ونگ اسلام آباد کا قیام اور محفل میلاد

NYF نے گرلز ونگ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔پہلی کابینہ کی حلف برداری کی تقریب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ہوئی۔گرلز ونگ کی کابینہ مہرین انصاری صدر، زہرا نائب صدر، ثریا نور جنرل سیکریٹری، صفرا ڈپٹی جنرل سیکریٹری، نصرین فنانس سیکریٹری، صوفیہ ڈپٹی فنانس سیکریٹری، حاجرا آفس سیکریٹری اور زاھدا انفارمیشن سیکریٹری پر مشتمل ہے۔مولانا انور علی نے نئی کابینہ سے حلف لیا۔

گرلز ونگ کے زیر اہتمام خواتین کا ایک پروقار محفل میلاد مصطفیٰ کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔تقریب میں ممبر جی بی اسمبلی محترمہ آمنہ انصاری، مولانا سیف اللہ، مولانا انور علی، ڈاکٹر عبدالعزیز، سلیم تصوفی اور دیگر کثیر تعداد میں خواتین اور طالبات نے شرکت کیں۔ مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور کے طالبات نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔ تقریب میں محترمہ آمنہ انصاری، مولانا سیف اللہ، مولانا انور علی، ڈاکٹر عبدالعزیز، سلیم تصوفی اور صدر مہرین انصاری نے خطاب کیا۔مقررین نے آقائے دو جہاں کے سیرت و کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔اس کے علاوہ NYF پاکستان کی کارکردگی کے بارے میں آگاہ کیا اور موجودہ چیلنجز سے بخوبی نمٹنے کے عزم کا اظہار کیا۔مقررین نے NYF گرلز ونگ کی اہمیت وضرورت پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی۔ شرکائے محفل نے تمام ممبروں کو مبارک باد پیش کی اور فعال خدمات کے لیے دعا کی۔ مولانا سیف اللہ کی دعائیہ کلمات سے یہ عظیم الشان محفل میلاد اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹر: پریس سیکریٹری، NYF گرلز ونگ اسلام آباد

تعمیر مسجد صوفیہ نوربخشیہ کرسمہ تھنگ سکردو

کرسمہ تھنگ سکردو بمقام کھلاوق جسے اب حیدر آباد کہتے ہیں پر ایک دین دار شخص علی حسین چھورٹی نے اپنے گھر کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی تھی۔آبادی بڑھنے کی وجہ سے مسجد کی توسیع ناگزیر ہوتی گئی۔سال 2004 کے اوائل میں صوبیدار حاجی محمد ابراہیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔اور تعمیر نو کا کام شروع کیا گیا۔ بغیر کسی بیرونی مدد کے یہ تین منزلہ مسجد اپنی مدد آپ کے تحت مکمل ہوئی ہے۔اس وقت سکردو شہر میں تین جگہوں پر نماز جمعہ اور ستائیس جگہوں پر پنجگانہ نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے۔

رپورٹر: پریس سیکریٹری

شاہ سید ہاسٹل مظفر آباد کا قیام

NYF مظفر آباد یونٹ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں طالب علموں کے بڑھتے ہوئے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہاسٹل کا قیام عمل میں لایا گیا۔جس کا افتتاح جناب سلمان شگری صاحب نے کی۔یاد رہے NYF مظفر آباد یونٹ نے کشمیر میں دوبارہ جمعہ اور پنجگانہ نماز باجماعت شروع کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اس کے علاوہ طالب علموں اور اہل نوربخشیہ کی ہم آہنگی کے لیے NYF ہاؤس بنایا گیا جو اجلاس اور دوسری اہم گفت وشنید کے لیے مخصوص ہے۔ ہاسٹل کے ساتھ ساتھ لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔جس میں مسلک حقہ کی تمام بنیادی کتابیں، دوسری معلوماتی کتابوں کے علاوہ طالب علموں کے لیے نصابی کتابیں بھی رکھی گئی ہیں۔ہر سال کے آغاز پر ایک بڑی پارٹی کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں نئے آنے والے تمام طالب علموں کے علاوہ پیشہ ور لوگوں کے لیے استقبال اور تعارفی نشستیں کی جاتی ہیں۔ NYF مظفر آباد یونٹ ان تمام لوگوں کی بہت مشکور ہے جنہوں نے اپنے مفید مشوروں، قولی، فعلی خدمات اور حوصلہ افزائی سے نوازا۔

رپورٹر: جاوید اختر بلغاری

سالانہ نتائج

گزشتہ دنوں مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ طارق الہدیٰ چھت کے سالانہ نتائج کا اعلان کیا گیا۔واضح رہے مدرسہ ہذا دانشوروں، اہل علم اور 14 این ایل آئی رجمنٹ کے مالی تعاون سے بہتر انداز میں کامیابی سے چل رہا ہے۔مدرس مولانا موسیٰ علی حقانی نے درس وتدریس کی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں۔اس وقت مدرسہ ہذا میں کل 154 طلبہ و طالبات زیور تعلیم سے آراستہ ہیں۔نتائج میں بہترین کارکردگی اور پوزیشن ہولڈرز کے نام درج ذیل ہیں۔

قاعدہ میں زبیدہ حسن، شکیلہ، ساغر علی قرآن مجید میں نعیم زاہد، طاہر حسین، علی، حروف شناسی میں افتخار زاہد، زینب، ثناء اللہ اور ذکوات

صوفیہ میں فاطمہ، حاجرہ اور شہیدہ صادق نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ان پوزیشن ہولڈرز کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات سے نوازا گیا۔ رپورٹر: حافظ عبدالرحیم، منہاجین لاہور

سالانہ رزلٹ و پروگریس رپورٹ

گزشتہ دنوں مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں سالانہ رزلٹ و پروگریس رپورٹ سال ۲۰۱۲ پیش کی گئی۔ اس موقع پر انجمن کے اراکین، تعلیمی کمیٹی کے ممبران، اور دیگر مہمانوں نے شرکت کی۔ اس وقت مدرسہ ہذا میں ۹۰ طلبہ و طالبات زیر تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔ طلبہ و طالبات میں موجود مخفی ٹیلنٹ کو اجاگر کرنے کے لیے نصابی سرگرمیاں فقہ، دعوات صوفیہ، قرآن مجید، قاعدہ، تجوید اور روانی سبق کے ساتھ ساتھ غیر ہم نصابی سرگرمیاں ہفتہ وار بزم ادب، ہفتہ وار ٹیسٹ، کمپٹیشن، چارٹ وغیرہ بھی منعقد کرتے ہیں۔

بہترین کارکردگی اور پوزیشن ہولڈرز کے نام درج ذیل ہیں۔

بیسٹ سٹوڈنٹ آف دی ایئر ایوارڈ ذوالفقار علی، سال کا بہترین نعت خواں ایوارڈ شاہ قاسم، بہترین قاری ایوارڈ صدیق اکبر، بہترین مقرر ایوارڈ زہرا بتول نے حاصل کیں۔ اس کے علاوہ جمیلہ بتول، دانیال محمود اور شعیب محمد نے ہفتہ وار ٹیسٹ میں سب سے زیادہ نمبر لے کر بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ حاضری میں فریدہ بتول، بشریٰ اسحاق اور محمد صادق نے بالترتیب پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے علاوہ معلمین کے ساتھ تعاون اور مدد پر حبیبہ آمین، مہرین فاطمہ اور زکیہ بانو کو خصوصی انعامات سے نوازا۔ صفائی اور وقت کی پابندی ایوارڈ سمیرا اختر، احمد سلطان اور حرا بانو نے حاصل کی۔ رپورٹر: معلمہ ماریہ فضل اینڈ کوثر اسحاق

مجلس محرم الحرام

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عوامی کالونی کورنگی کراچی میں عشرہ محرم الحرام انتہائی عقیدت و محبت سے منایا گیا۔ مجالس میں جناب بوا حسن یوچنگ، بوا نثار کورو اور بوا اویس کوروی نے فلسفہ شہادت امام حسین علیہ السلام کو انتہائی احسن اور دلائل کے ساتھ بیان فرمایا۔ انہوں نے سامعین پر زور دیا کہ اپنے کردار اور چال چلن کو اسوہ حسینی سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔ مجالس کے دوران NYF کے نوجوانوں نے سیکورٹی اور دوسرے انتظامات نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیے۔ رپورٹر: شجاعت حسین، نیاز علی، رضوان موسیٰ، کراچی

تقریب حلف برداری

NYF کورنگی کراچی یونٹ کی نئی کابینہ سال 2013 کے عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

صائم حسن تبسم صدر، شجاعت حسین نائب صدر، نیاز علی جنرل سیکرٹری، مظفر علی جاہت ڈپٹی جنرل سیکرٹری، مبارک حسین فنانس سیکرٹری، محمد حسنین ڈپٹی فنانس سیکرٹری، محمد اویس انفارمیشن سیکرٹری، محمد رضوان ناظم اجلاس، یوسف علی آفس سیکرٹری۔ رپورٹر: صائم حسن تبسم

اعتکاف نشینی

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اورال کریس میں بوا کاچو فدا حسین کی زیر نگرانی سہ روزہ اعتکاف نشینی کا پروگرام ہوا۔ جس میں بلتستان بھر سے تصوف کے پروانوں نے شرکت کی۔ اختتام پر ایک پر وقار روحانی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب جبکہ مہمان خصوصی مولانا محسن علی ثاقب تھے۔ رپورٹر: بشیر نوری

اعتکاف نشینی

NYF کورو یونٹ کے زیر اہتمام خانقاہ معلی کورو میں ۴۰ روزہ اعتکاف نشینی (جس میں معتکفین حضرات کی تعداد کم و بیش ۱۱۵ تھے۔) کے اختتام پر ایک تاریخ ساز محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں بلتستان بھر سے علماء، تصوف، دانشور، مفکرین کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کیں۔ اعتکاف نشینی میں کم و بیش ۱۱۵ معتکفین نے شرکت کیں۔ تقریب میں الحاج فقیر محمد ابراہیم صدر محفل جبکہ بوا فدا حسین کاچو مہمان خصوصی تھے۔ مقررین نے تصوف، تذکیہ نفس، ذکر و فکر، علم و عمل جیسے مختلف موضوعات پر معانی خیز تقاریر کیں۔ آخر میں الحاج فقیر محمد ابراہیم کے دعائیہ کلمات کے ساتھ پر رونق جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ رپورٹر: آرزو بلتی

بزم طلباء

گزشتہ دنوں مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے طلباء کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی جس میں طلباء کے درمیان مقابلہ بازی، فن خطابت، کنفیڈنس، اور ان میں موجود کوتاہی کو دور کرنے کے لیے بزم طلبا تشکیل دی گئی جس کے لیے درج ذیل طلباء کو ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ محمد حسین صدر، قمر عباس نائب صدر، الیاس بلغاری جنرل سیکرٹری، سید محمود عاسی نائب جنرل سیکرٹری، شمیم اختر و سراج براہوی پریس سیکرٹری، شیر علی جگر ناظم صلوۃ، اشرف مبارک فوڈ

کمانڈر، شید ریاض علی اینڈ عابدین فیضی سٹیج سیکرٹری، ابراہیم سراج براہوی خزانچی۔ رپورٹر: ابراہیم سراج براہوی

عظیم الشان جلسہ

گزشتہ دنوں مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت جناب پرنسپل شیخ عبداللہ نوری نے کی جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر پروفیسر ذاکر حسین ذاکر صاحب تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت ہوا غلام محمد صاحب نے حاصل کی۔ تقریب میں پروفیسر ذاکر حسین ذاکر، عارف حسین، محمد یوسف، غلام مہدی، ابراہیم سراج اور شیخ عبداللہ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

رپورٹر: ابراہیم سراج

شاہ سید ہاسٹل و لائبریری کا قیام

چھلو بالا میں مرکزی NYF کے زیر اہتمام شاہ سید ہاسٹل و لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ اہل صوفیہ کے لیے بالخصوص اور نوربخشی عوام کے لیے بالعموم اہمیت اور خوشی کی بات ہے۔ یہ عظیم الشان درسگاہ اللہ کے فضل اور انہی دین حقہ کے مجاہدوں اور جان نثاروں کی مثالی قربانی سے تعمیر ہو رہا ہے۔ تین منزلہ اس پراجیکٹ کی پہلی منزل مکمل ہو چکی ہے جو لائبریری کے لیے مختص ہے۔ باقی ہاسٹل زیر تعمیر ہے جو انشاء اللہ جلد پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ لائبریری میں جدید لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، قدیم کتابیں اور مسلک حقہ کی تمام کتابیں دستیاب ہوں گی۔ ہماری دعا ہے ان عظیم جان نثاروں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہو۔ رپورٹر: نذیر چھلو بالا

تقریب حلف برداری

NYF اسلام آباد یونٹ کی نئی کابینہ کی حلف برداری جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عظیم الشان جلسہ کی صورت میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جی ایچ معروفی جبکہ مولانا سیف اللہ مہمان خصوصی تھے۔ مولانا ابراہیم بیگ نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ محمد حسین اور شبیر حسین معروف نے نذرانہ عقیدت پیش کیے۔ تقریب میں جی ایچ معروفی، مولانا سیف اللہ، دولت علی تھلوی، ولایت شگری، غلام رسول، مولانا انور، منظور حسین، محمد علی اور محمد الیاس نے تقریریں کیں۔ جی ایچ معروفی نے نئی کابینہ سے حلف لیا جو درج ذیل ہیں محمد الیاس صدر، سیف اللہ پروفیسر نائب صدر، سلیم تصوفی جنرل سیکرٹری، شفقت ڈپٹی جنرل سیکرٹری، شبیر حسین معروف انفارمیشن سیکرٹری، رحمت ڈپٹی انفارمیشن سیکرٹری، محمد ابراہیم فنانس سیکرٹری، محمد اقبال ڈپٹی فنانس سیکرٹری، محمد اعجاز ایجوکیشن سیکرٹری، اکرم ڈپٹی ایجوکیشن سیکرٹری، غلام رسول آفس سیکرٹری۔ رپورٹر: شبیر حسین تھلوی

تعلیمی ایوارڈ

گزشتہ دنوں انجمن فلاح و بہبود سرمو کراچی نے انجمن ہاؤس کراچی میں جناب ہیڈ ماسٹر غلام مہدی صاحب کے اعزاز میں ایک عظیم الشان پارٹی دی۔ جس میں ہیڈ ماسٹر صاحب کا علاقہ سرموں میں ان کے 35 سالہ شاندار تعلیمی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ صدر انجمن بابو لال اور دیگر مقررین نے ان کی تعلیمی کارکردگی، بے لوث خدمات کو شاندار الفاظ میں پیش کیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے بھی اپنی خطاب میں تعلیم کی اہمیت اور طلبہ و طالبات کے لیے سہولیات فراہم کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ تقریب کے آخر میں انجمن ہذا کی طرف سے شاندار تعلیمی خدمات پر انہیں خصوصی شیلڈ سے نوازا گیا۔

رپورٹر: عنایت سرموی، شاہ سید ہاسٹل کراچی

اظہار تشکر

تلس سٹوڈنٹ فیڈریشن اسلام آباد کا ایک خصوصی اجلاس نور علی کی صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ تلس کی تعمیراتی کام میں قولی، فعلی اور عملی طور پر تعاون کیا۔ عیسیٰ، محمد اور باقر کا خصوصی شکریہ ادا کیا جنہوں نے زمین وقف کر کے صدقہ جاریہ حاصل کیا۔ رپورٹر: نور علی

طالب علم کا اعزاز

گزشتہ دنوں کراچی بورڈ کے کلاس نویں کے سالانہ امتحان کے نتائج کا اعلان ہوا جس میں عارف حسین ولد غلام حسین سرموں ترکری نے 76% نمبر حاصل کر کے A گریڈ میں پاس ہوا اور مظاہر حسین ولد علی موسیٰ سرموں ترکری نے 71% نمبر لیکر A گریڈ میں پاس ہوا۔ انہوں نے اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کا بہت کرم، استادوں کی محنت، والدین اور رشتہ داروں کی دعاؤں کا ثمر قرار دیا۔ ہم انہیں تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ رپورٹر: مظفر علی چاہت سرموی

چالیس روزہ نجم القرآن کورس

ادارہ اصلاح مدارس نوربخشیہ چھلو کے زیر اہتمام چھلو میں پہلی مرتبہ چالیس روزہ نجم القرآن کورس کا آغاز کیا جس میں قرآن مجید

© Copyright www.sufinoorbakhshia.org

کی تجوید و قرات، بنیادی عربی گرامر، ترجمہ قرآن اور فقہی مسائل کی باقاعدہ تدریسی عمل جاری ہیں۔ اس کورس کے لیے جید اور قابل علمائے کرام کی خدمات حاصل ہیں جس میں حافظ قاری ذاکر علی ثاقب، حافظ عبدالرحمن، مولانا علی محمد محمدی، مولانا عارف حسین، آخوند غلام تقی کورس معلمین کی حیثیت سے جبکہ مولانا محمد محسن علی اور مولوی عبدالحمید کورس معاونین کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کورس اس وقت مدرسہ سلطانیہ صوفیہ نوربخشیہ باپی، مدرسہ عون المومنین سرگیب، مرکزی دارالعلوم صوفیہ نوربخشیہ سترونپی اور مدرسۃ العارفین غریس میں لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لیے کورس جاری ہیں اور تقریباً 150 کے قریب سکول، کالج کے طلبہ و طلبات ان سینٹروں سے بھرپور استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ کورس کے اختتام پر شرکاء کو اسناد بھی تقسیم کی جاتی ہے۔

رپورٹر: ناظم ادارہ اصلاح مدارس نوربخشیہ چھلو

سپریم کونسل علماء صوفیہ نوربخشیہ کی وفد کا دورہ شگر

سپریم کونسل علماء صوفیہ نوربخشیہ کی ایک وفد جس میں مولانا محمد محسن علی ساقی، مولوی علی محمد محمدی، مولوی عبدالحمید شامل تھے مولانا غلام حسین نورانی کی قیادت میں 23 دسمبر تا 30 دسمبر 2012ء شگر خاص سے شگر چھورک تک کا 8 روزہ تبلیغی دورہ کیا۔ دورہ کا اولاً مقصد نوربخشیہ مسلک کے علماء، دانشوروں اور عوام الناس سے ملاقات تھی۔ چنانچہ وفد نے بلا امتیاز تمام نوربخشی عوام، علماء اور دانشوروں سے ملاقات کی اور مذہبی صورت حال اور درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کیا اور ان مسائل سے نمٹنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ساتھ ہی ساتھ عوام کو بزرگان صوفیہ نوربخشیہ کو قرآن و سنت پر مبنی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہوئے اپنی استقامت کی تلقین کیں۔ ثانیاً مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے عظیم توسیعی پروجیکٹ کے لیے چندہ مہم تھا۔ چونکہ یہ منصوبہ بلتستان کا ایک عظیم منصوبہ ہے چنانچہ اس کی ضرورت، افادیت اور مستقبل کی حکمت عملی سے آگاہ کیا۔ جس کی موجودہ ذمہ داری جناب حاجی ثناء اللہ صاحب احسن طریقے سے ایک ملی اور مذہبی جذبے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ وفد کے دورے کو عوام و خواص نے بھرپور پذیرائی بخشی اور بار بار علماء کو تبلیغی دورے کی دعوت دی۔ ساتھ ہی نقد اور سفیدے کی صورت میں دس لاکھ سے زیادہ مالیت کا چندہ بھی دیا اور مزید تعاون کی بھرپور یقین دہانی کرائی۔ آخر میں وفد کے ارکان نے شگر کے عوام و خواص، علماء و دانشوروں کی شکریہ ادا کیا۔

رپورٹر: مولوی عبدالحمید

دعوت

گزشتہ دنوں جناب الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب اور دیگر رفقاء کی اسلام آباد آمد پر انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد نے اُن کے اعزاز میں ایک پارٹی کا اہتمام کیا۔ پارٹی میں مہمانان گرامی کے علاوہ آخوند حسین، مولانا محمد انور، مولانا سیف اللہ، این وائی ایف کے ممبرز، انجمن کے اراکین، مشاورتی کونسل کے اراکین اور علی پور کے معززین نے خصوصی شرکت کیں۔ تقریب میں فقیر محمد ابراہیم نے توبہ کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور شرکائے محفل نے اجتماعی توبہ بھی کی۔

رپورٹر: غلام محمد شاہین، جنرل سیکریٹری

طالب علم کا اعزاز

یونیورسٹی آف کراچی کے طالب علم غلام حسن سابق صدر NYF کراچی نے (ایم ایس سی) شعبہ اپلائیڈ فزکس میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بلتستان کے ضلع گانچھے کے علاقہ کورو سے تعلق رکھنے والے اس ہونہار طالب علم نے اپنی اس عظیم کامیابی کو والدین کی دعاؤں، بھائیوں کے تعاون اور اساتذہ کی انتھک محنت قرار دیا۔ اس موقع پر مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی جانب سے مبارکبادی موصول ہوتی رہیں۔ NYF کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام منعقدہ سیرت نبی ﷺ و تعلیمی کانفرنس میں غلام حسن کو شیلڈ اور نقد انعامات سے نوازا گیا۔ الحرمین ہاسٹل کے جانب سے بھی ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا جس میں نقد انعامات سے نوازا گیا اور الحرمین لائبریری (جو آٹھ سال سے قائم ہیں) کو مستقل طور پر غلام حسن کے نام کر کے "غلام حسن لائبریری" رکھا گیا۔

رپورٹر: انفارمیشن سیکریٹری الحرمین ہاسٹل کراچی

انتقال پر ملال و تعزیتی اجلاس

❁ مولانا غلام محمد حقانی جو کہ چودہ سالوں سے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کورنگی کراچی میں بحیثیت خطیب و ممبر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، پچھلے دنوں اچانک بیمار ہونے کی وجہ سے فیملی کے ساتھ آبائی گاؤں چھلو منتقل ہوئے تھے۔ ماہ ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو آپ اس فانی دنیا سے رحلت پا کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی ایصال ثواب کے لیے CBH ہاسٹل میں فاتحہ خوانی کی گئی۔

رپورٹر: مولانا نثار علی دانش

باقی صفحہ نمبر 39 اور 23 پر

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

جی ایم شاہین

❁ السلام علیکم۔این وائی ایف پاکستان کے سارے ارکان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں۔رسالہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور ہمیشہ کے لیے دُعا گو ہوں۔گزارش ہے کہ ارسال کردہ مضمون کی تصیح فرما کر رسالے میں شائع کریں۔

(اعظم خان شکری متعلم گورنمنٹ ڈگری کالج کورنگی کراچی)

❁ محترم ایڈیٹر صاحب۔ارسال کردہ اقوال رسول کو بچوں کا نوائے صوفیہ میں شائع کر کے شکریہ کا موقع بخشیں۔

(صائقہ پروین منڈوق،الشیعان پبلک سکول جہلو)

❁ نوائے صوفیہ شمارہ نمبر 114 کا بغور مطالعہ کیا تمام مضامین معیاری اور سبق آموز پایا مگر قرآنی آیت میں تھوڑی سی غلطی ہے جس کے لیے آئندہ سے خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی کارکنان نوائے صوفیہ کو دینی خدمت میں مزید بہتری کی توفیق دے۔ (امان اللہ بلخاری، AJK یونیورسٹی مظفر آباد)

❁ کچھ مفاد پرست عناصر سوچی سمجھی سازش کے تحت نوائے صوفیہ کے بارے میں من گھڑت اور بے بنیاد افواہیں پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اللہ رب العزت ان کو ہدایت فرمائے اور نوائے صوفیہ کے لیے قلمی خدمات فراہم کرنے والوں کی قلمی جہاد کو شرف قبولیت بخشے۔ (محمد باقر سریکی)

❁ ادنیٰ سا طالب علم اور نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔شاعری کے شوق نظر نوائے صوفیہ کے لیے اپنا کلام بھیجا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔ایک اور کلام امام حسینؑ کے شان میں بھیجا ہے شائع فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔شکریہ! (قیصر محمود صدیقی، جہلو)

بقیہ: دنیائے تصوف کی خبریں

❁ NYF اسلام آباد زون کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔اجلاس میں صوفی بزرگ بوا غلام حیدر تھکسوی کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔اجلاس میں مرحوم کی ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور مرحوم کی درجات کی بلندی اور لواحقین کو صبر وجمیل کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔ رپورٹر: شبیر حسین تھلوی

❁ گزشتہ دنوں کورو سٹوڈنٹ فیڈریشن کراچی منگھو پیر یونٹ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا انور علی کوروی کا محترمہ والدہ کی اچانک وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا اور لواحقین کو صبر وشکر کرنے کی دعا کی گئی۔

رپورٹر: نثار دانش کوروی

❁ ڈی جی آڈٹ جناب بابو حسن کی وفات پر چھوار ہاؤس روالپنڈی میں انجمن فلاح وبہبود چھوار اور چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے زیر اہتمام قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔مرحوم کو قوم اور دین کے لیے بے پناہ خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

رپورٹر: عباس عزیز چھواری

❁ گزشتہ دنوں NYF علی پور یونٹ کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت صدر بشارت علی ساحر نے کی۔اجلاس میں NYF سرموں ززکری یونٹ کے جنرل سیکرٹری غلام حسین نوید کے والدہ محترمہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔اجلاس میں مرحومہ کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور لواحقین کو صبر وشکر کرنے کی دعا کی گئی۔ رپورٹر: پریس سیکرٹری

❁ اہلیان صوفیہ نوربخشیہ پھجت کندوس اور NYF پھجت یونٹ صوبیدار (ر) بوا حیدر اور آخون محمد فقیری کی وفات پر لواحقین اور پسماندگان سے دلی تعزیت کی۔اخون فقیری مرحوم شاعر اہل بیت بھی تھے۔گلستان تصوف آپ کے آزاد قصائد و مناقب اہل بیت پر مشتمل ہیں۔ رپورٹر: قمر عباس صدر

❁ گذشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کورنگی کراچی میں بوا غلام محمد حقانی کوروی کی وفات پر مسجد انجمن اور NYF کورنگی کی جانب سے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔اور سوگواروں سے دلی تعزیت کی گئی۔ رپورٹر: صائم تبسم اینڈ مظفر علی چاہت، کراچی

وصولیات نمائندوں اور قارئین سے شمارہ نمبر 114 تک

نمبر شمار	نام نمائندہ، قاری، مستقل خریدار	بذریعہ	رقم (روپے میں)
1	اسلام آباد مسجد سے (شمارہ نمبر 114)	NYF	4,100/-
2	اسلام آباد مسجد سے (شمارہ نمبر 113)	NYF	4,240/-
3	اسلام آباد مسجد کے کمروں سے	سیف اللہ	750/-
4	شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی (شمارہ نمبر 113)	علی وارڈن	1,300/-
5	انجینئر سلیم (مستقل خریدار)	خود	600/-
6	قاسم علی (مستقل خریدار)	خود	500/-
7	NYF ایبٹ آباد (شمارہ نمبر 111)	ڈاکٹر شاحد	400/-
8	کیپٹن ذاکر تھلوی (مستقل خریدار)	خود	500/-
9	صوفی عبداللہ نمائندہ پنڈی	سلیم تصوفی	1,000/-
10	NYF واہ کینٹ	سلیم تصوفی	750/-
11	NYF لاہور	سلیم تصوفی	3,000/-
12	مولانا شکور علی انور نمائندہ گلگت	سلیم تصوفی	6,000/-
13	NYF سکردو	سلیم تصوفی	20,900/-
14	NYF کراچی	اکاؤنٹ میں جمع ہوا	5,250/-
15	غلام حسین سیف اللہ	سلیم تصوفی	5,000/-
16	سخاوت (مستقل خریدار)	سلیم تصوفی	500/-
17	ذاکر حسین کانسٹیبل چھلو فریس	شمیم رضا بگی بذریعہ محمد حسین براہوی	500/-
18	بابو نذیر حسین کھرکوہ	شمیم رضا بگی بذریعہ محمد حسین براہوی	500/-
19	آخوند محمد اشرف گھمبہ بلوتنگ چھلو	شمیم رضا بگی بذریعہ محمد حسین براہوی	1,000/-
20	ماسٹر محمد اشرف ذوق بلغار	شمیم رضا بگی بذریعہ محمد حسین براہوی	450/-
21	ماسٹر حاجی عبدالکریم کھرکوہ	شمیم رضا بگی بذریعہ محمد حسین براہوی	3,000/-